شمارہ: ۳ جلد: ۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۴ جنوری 2013
Email: khatmenubuwwat@ymail.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

مسلسل اشاعت کے ۱۵ سال

مناقب حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ 3

بعثت نبوی ﷺ کے مقاصد عالیہ 7

وزارتِ خارجہ، وزارتِ داخلہ، قومی اسمبلی، پنجاب پولیس اور قادیانی 3

سیکرٹری قومی اسمبلی کے نام کھلا خط 6

مفکر اسلام مولانا مفتی محمود
بیادِ رفتگاں 29

کیا RO لادینیت کا ترجمان بن چکا ہے 39

نرائن سنگھ... سکھوں کا مرزا قادیانی 48

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۳ ○ جلد: ۱۷

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
پیر جی حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکیل زو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

وزارت خارجہ، وزارت داخلہ، قومی اسمبلی، پنجاب پولیس اور قادیانی	مولانا اللہ وسایا	3
سیکرٹری قومی اسمبلی کے نام کھلا خط	مولانا اللہ وسایا	6

مقالات و مضامین

بعثت نبوی ﷺ کے مقاصد عالیہ	مولانا ابوالکلام آزادؒ	7
رحمت دو عالم ﷺ ..... ولادت سے بعثت تک	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	16
عقیدہ معاد کی اہمیت	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	18
مناقب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ	مولانا محمد منظور نعمانی	23
رجوع الی اللہ	مولانا محمد طارق نعمان	27
بیدار مغز قیادت ..... مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	مولانا اللہ وسایا	29
حضرت مولانا سید مظفر الحق ندویؒ	سید محمد زین العابدین	31
قاری محمد یعقوب نقشبندی کا وصال	جناب محمد عبدالرحمن جامی	32
شیخ طریقت حضرت مولانا محمد حسن کا وصال	مولانا اللہ وسایا	34
مناظر ختم نبوت مولانا محمد ابراہیم کا وصال	مولانا اللہ وسایا	34
حضرت مولانا محمد حسن عباسیؒ کا وصال	مولانا مفتی حفیظ الرحمن	36
کیا NGO لادینیت کا ترجمان بن چکا ہے	جناب انصار عباسی	39
لائبریری ..... توجہ ضروری	ادارہ	41

ردّ قادیانیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے	مولانا نعیم احمد باؤنی	42
قادیانی تاویلات کے گورکھ دھندے	مولانا قاضی احسان احمد	45
نرائن سنگھ ..... سکھوں کا مرزا قادیانی	مولانا اللہ وسایا	48
مرزا قادیانی اور انگریز ..... تحریری شواہد	جناب محمد افضل ایم اے	49
ظلمت سے نور تک (آخری قسط)	جناب اکرام اللہ	50

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55
تبصرہ کتب	ادارہ	57

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

وزارت خارجہ ...... وزارت داخلہ ...... قومی اسمبلی

پنجاب پولیس اور قادیانی!

۱۰/ دسمبر ۲۰۱۲ء روزنامہ جنگ کے ص ۳ پر جناب انصار عباسی کا مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں صراحت سے درج ہے کہ:

۱...... ایک اہم مغربی ملک میں قادیانیوں کی کونشن کے لئے پاکستان کے سفارت خانے نے پاکستانیوں کو ای۔ میل کیئے کہ وہ قادیانیوں کے کونشن میں شرکت کریں۔

۲...... اس سفارت خانے نے قادیانی کونشن میں شرکت کے لئے جو دعوت نامے بھیجے اس میں قادیانیوں کو ''احمدیہ مسلم جماعت'' لکھا۔

۳...... اسی طرح چند دن ہوئے کہ لاہور تھانہ غالب مارکیٹ میں حضرت صاحبزادہ رشید احمد صاحب پر ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ جو سو فیصد نہیں بلکہ کروڑ فیصد غلط تھا۔ ان پر الزام لگایا کہ وہ چوک میں لٹریچر تقسیم کر رہے تھے۔ پولیس والے کو مدعی و گواہ بنایا گیا۔ پھر لٹریچر وہ پیش کیا جو قادیانی عقائد کے رد میں تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں چناب نگر سے قادیانی جماعت دھڑا دھڑ چھاپ رہی ہے۔ جو سراسر اسلام کے خلاف، خدا تعالیٰ، رسول مقبولؐ، صحابہ کرامؓ و اہل بیتؓ، اولیائے امتؒ اور امت مسلمہ کی اہانت اور گالیوں پر مشتمل ہیں۔ ان پر پابندی تو در کنار، الٹا جو قادیانیوں کے عقائد پر رسائل چھپیں ان پر کیس اور دفعہ ۱۱ ڈبلیو انسداد دہشت گردی کی لگائی گئی۔ گویا ختم نبوت کے لٹریچر پر پولیس اور وزارت داخلہ دہشت گردی کی دفعات لگا کر قادیانی عقائد کا تحفظ کرنا چاہتی ہے۔

اس سے قبل بھی ٹاؤن شپ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد پر یہی دفعہ لگائی گئی۔ لگتا ہے کہ وزارت داخلہ یا پنجاب پولیس میں کوئی شہ دماغ ایسا ہے جس نے قادیانیت کے تحفظ کی قسم کھا رکھی ہے۔ الیف، آئی، اے کا ڈائریکٹر سکہ بند قادیانی لگایا گیا ہے۔ یہ سب وزارت داخلہ کے کرم کے معاملے ہیں۔

ان امور کو سامنے رکھا جائے تو لگتا ہے کہ وزارت داخلہ و خارجہ دونوں نے قادیانیت نوازی پر کمر باندھ لی ہے۔

چوہدری سرظفراللہ قادیانی جب پاکستان کا وزیر خارجہ بنا تھا تو اس نے پاکستان کے دنیا بھر کے سفارتخانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کا اڈہ بنادیا تھا۔جس پر بیرونی دنیا میں یہ تاثر ابھرنے لگا تھا کہ شاید پاکستان قادیانی ریاست ہے۔تب ظفراللہ قادیانی آنجہانی کی اس حرکت کے ردعمل میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔جس کے نتیجہ میں امت کی بے پناہ قربانی کے بعد قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا گیا۔

صاحبزادہ رشید احمد پر ناجائز مقدمہ سے اندازہ ہوا کہ جناب عبدالرحمٰن ملک وفاقی وزیر داخلہ پاکستان کے وجود میں (خدا نہ کرے، معاذ اللہ) ظفراللہ قادیانی کی روح حلول کر آئی ہے۔یہ جو کچھ ہو رہا ہے جہاں بدترین قادیانیت نوازی ہے۔وہاں عقل دشمنی کی بھی انتہاء۔

جس ملک کی نیشنل اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس وقت جب کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا جو جماعت حکمران تھی، آج بھی وہی جماعت حکمران ہے۔ان کے عہد اقتدار میں قادیانیوں کے کنونشن میں پاکستانیوں کو شرکت کے دعوت نامے پاکستان کا سفارت خانہ ارسال کرتا ہے۔کیا یہ سفارت خانہ پاکستان کا ہے یا قادیانی جماعت کا؟۔جو آفیسر پاکستان کے خزانہ سے آب و دانہ کھا کر قادیانیت کے نقارچی کا کردار کرتا ہے۔اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ تم کیا کر رہے ہو؟۔

پاکستان کے قانون، قومی اسمبلی، سینٹ آف پاکستان، سپریم کورٹ آف پاکستان کے وہ فیصلے جن میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کیا گیا۔جو شخص ان کو سبوتاژ کرتا ہے۔ہمیں بتایا جائے کہ اس کی ہم کیا تاویل کریں؟۔کیا سمجھیں کہ وزارت خارجہ قادیانیوں کی آماجگاہ بن گئی ہے یا یہ کہ وہ پاکستان میں ایک طے شدہ مسئلہ کو پھر متنازعہ بنانا چاہتی ہے؟۔اگر ایسے ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔انہیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ مسئلہ ختم نبوت کو متنازعہ بنانے والوں کا یہ جرم قبروں میں بھی انہیں سکون سے نہیں رہنے دے گا۔بقول آغا شورش کاشمیریؒ جن لوگوں نے رحمت عالم a کی ختم نبوت کے مسئلہ کو نظر انداز کیا۔وہ خود ’’قصہ پارینہ‘‘ بن گئے۔عمر بھر وہ روح کے سرطان میں مبتلا رہے۔ان کے اس جرم نے ان کا سکون برباد کر دیا۔جو افسران اس طرح کا کھیل کھیل رہے ہیں۔وہ سخت غلط فہمی میں مبتلاء ہیں۔لگتا ہے کہ موجودہ حکومت کو بدنام کرنے اور اسے مزید گھمبیر مسائل میں مبتلاء کرنے کے لئے وہ ملک دشمن طاقتوں کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔پاکستان کا قانون کہتا ہے قادیانی غیر مسلم ہیں۔سفارت خانہ اپنے دعوت نامہ میں انہیں ’’احمدیہ مسلم جماعت‘‘ لکھتا ہے۔یہ جنون کی انتہاء ہے یا عقل دشمنی؟۔یہ اہلکار قادیانیت نوازی میں اتنا اندھا ہو گیا ہے کہ اسے پاکستان کے قانون کو پامال کرنے میں بھی کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا۔اس کا یہ اقدام کسی خطرناک اور گھناؤنی سازش کی غمازی کرتا ہے۔مان لیا کہ جناب عبدالرحمٰن ملک صاحب کے جناب الطاف حسین سے بہت گہرے مراسم ہیں۔لیکن کیا قادیانیت نوازی میں یہ ایک دوسرے کے حلیف بھی

بن گئے ہیں؟ عبدالرحمٰن ملک کا وفاقی وزیر داخلہ بننا پاکستان کے وقار کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے اور لاہور پولیس کے اس متعلقہ اہلکار کا قادیانیوں کی سپورٹ کرنا ایک انتہائی مذموم حرکت ہے۔

سفارت خانہ کے جس شخص نے قادیانیوں کو مسلمان کہا اس پر 298-C کے تحت پرچہ درج کیا جائے۔ اسے ملازمت سے بیک بینی ودوگوش برطرف کیا جائے اور اسے قانون کے سپرد کیا جائے۔کیا وفاقی سیکرٹری خارجہ اپنی ذمہ داری پوری فرمائیں گے۔امید ہے کہ اس پر ضابطہ کی کارروائی سے ممنون فرمایا جائے گا۔

وزارت خارجہ کا قلمدان محترمہ حنا ربانی صاحبہ کے پاس ہے۔وہ خاتون ہونے کے ناطہ سے بہت ہی قابل احترام ہیں۔لیکن ان کے زیر سایہ بیرون ملک کیا کیا گل کھلائے جارہے ہیں۔اس پر توجہ فرمائی جائے۔ قادیانیت نوازی قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ہم وفاقی سیکرٹری داخلہ اور آئی جی پنجاب سے درخواست کرتے ہیں کہ لاہور کے جس اہلکار نے پرچہ درج کرکے قادیانیت نوازی کا ثبوت دیا۔اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے۔کیا وفاقی سیکرٹری داخلہ اس پر توجہ فرمائیں گے۔

اس صورتحال کے معلوم ہوتے ہی مولانا محمد شریف ہزاروی،مولانا محمد طیب اور دوسرے اسلام آباد کے حضرات علماء کرام نے ۱۰ر دسمبر کو قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب،حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری دامت برکاتہم سے ملاقات کی۔۱۱ر دسمبر کی شام کو ہی قومی اسمبلی کا اجلاس ہونے والا تھا۔چنانچہ قومی اسمبلی میں سفارت خانہ کی قادیانیت نوازی پر حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب نے آواز بلند کی۔روزنامہ اسلام ۱۲ر دسمبر کی خبر ملاحظہ ہو۔

قومی اسمبلی قادیانیوں کو مسلم قرار دینے پر پاکستانی سفارتخانے سے بازپرس کا مطالبہ

۱۱ر دسمبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتے ہوئے مولانا عطاء الرحمٰن نے کہا کہ:

”وزارت خارجہ سیکولر بن چکی ہے۔کچھ عرصہ قبل امریکا میں گستاخانہ فلم کے خلاف ہمارے سفارتخانے نے اسلام کے بارے میں اصل حقائق واضح کرنے کے نام پر ایک تقریب کا انعقاد کیا جس میں قادیانیوں کو مسلم قرار دیا گیا جو آئین کے مطابق غیر مسلم ہیں۔انہوں نے ایوان سے مطالبہ کیا کہ امریکا میں قائم پاکستانی سفارتخانے سے بازپرس کی جائے کہ قادیانیوں کو مسلم قرار دینے کی کوشش کیوں کی گئی۔انہوں نے کہا کہ اگر اس معاملہ پر توجہ نہ دی گئی تو ہم اس معاملے کو عوام میں اٹھائیں گے۔اس پر سید نوید قمر نے کہا کہ آئین میں واضح ہے کہ قادیانی یا احمدی مسلمان نہیں ہیں۔تمام حکومتی ادارے آئین کے پابند ہیں۔ہم تحقیق کریں گے اصل حقائق کیا ہیں؟ حکومت اس معاملہ میں بہت واضح مؤقف رکھتی ہے۔“ (روزنامہ اسلام ملتان ۱۲ر دسمبر ۲۰۱۲ء)

سیکرٹری قومی اسمبلی کے نام کھلی چٹھی

باسمہ تعالیٰ وتقدیس!

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب ...... نیشنل اسمبلی آف پاکستان سیکرٹریٹ!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی!

قادیانی ایشو پر قومی اسمبلی ۱۹۷۴ء کی کاروائی حکومتی سطح پر (اندازاً) نصف کروڑ کی لاگت سے شائع کی گئی۔ لیکن اس کی مطبوعہ کاپی کسی کو نہ دی گئی۔ حتیٰ کہ سینٹ آف پاکستان کے ممبر حضرت مولانا عبدالغفور حیدری نے باضابطہ اس کے حصول کے لئے درخواست دی۔ لیکن ان کو مطبوعہ کاروائی کی کاپی نہ دی گئی۔ اسی طرح ممبر قومی اسمبلی آف پاکستان اور کشمیر کمیٹی کے چیئرمین اور ملک کی اہم دینی وسیاسی جماعت کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کو بھی طلب کرنے کی باوجود کاروائی کی کاپی نہ دی گئی۔ حالانکہ ان کے والد گرامی حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کا اس مسئلہ میں عظیم الشان کردار ہے۔ ادھر ہم سے آپ کا یہ رویہ۔ ادھر ایک فریق کو اس کی کاپی دے دی گئی جو انہوں نے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دی۔ جس کا ایڈریس یہ ہے:

WWW.SECONDHANDISLAM.CO.UK

انٹرنیٹ سے پوری دنیا اسے پڑھ رہی ہے۔ اس کی کاپیاں کی جارہی ہیں۔ اس کو چھاپا جارہا ہے۔ اس پر تبصرے آرہے ہیں۔ ہم نے بھی وہاں سے اس کی کاپی کی ہے اور اس پر تحقیقی وحوالجاتی کام کر رہے ہیں۔ تاکہ اس سے بہتر طور پر ہر شخص فائدہ اٹھا سکے اور اسلامیان عالم واسلامیان وطن ایک حکومتی سطح کی شاندار تاریخی دستاویز سے استفادہ کر سکیں۔ جب ایک دستاویز اوپن کر دی گئی ہے تو اسے عام ہونا چاہئے۔ تاکہ ہر شخص اس سے استفادہ کرے۔ ایک چیز کو اوپن کرنے کے باوجود اسے تالہ میں بند کرنا کسی طرح قرین انصاف نہیں۔ فرمایئے ایک تاریخی دستاویز جو کہ انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دی گئی ہو۔ اسے ڈپٹی سپیکر کے دفتر سے ملحقہ کمرہ میں تالہ بند کرنا یہ ایسا فیصلہ ہے کہ جس پر سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ: ’’رموز مملکت خسروان بدانند‘‘

آپ سے استدعا ہے کہ جس طرح ان کو آپ نے کاپی مہیا کی ہے۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان کی مرکزی لائبریری کے لئے اس کی اوریجنل مطبوعہ کاپی مہیا فرما کر ممنون احسان فرمائیں۔ اس کی جو قیمت ہوگی وہ بھی پیشگی دینے کے لئے تیار ہیں۔ امید ہے کہ ممنون احسان فرمائیں گے۔

العارض!

فقیر اللہ وسایا!

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

کاپی برائے انفارمیشن وضروری کاروائی

۱...... جناب ڈاکٹر فہمیدہ مرزا صاحبہ سپیکر قومی اسمبلی آف پاکستان اسلام آباد

۲...... حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ چیئرمین کشمیر کمیٹی

۳...... حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب ممبر سینٹ آف پاکستان اسلام آباد

بعثت نبوی a کے مقاصد عالیہ!

مولانا ابوالکلام آزادؒ!

عزیزان ملت! ماہ ربیع الاوّل کا ورود تمہارے لئے جشن ومسرت کا ایک پیغام عام ہوتا ہے۔ کیونکہ تم کو یاد آجاتا ہے کہ اسی مہینے کے ابتدائی ایام میں خدا کی رحمت عامہ کا دنیا میں ظہور ہوا۔ اسلام کے داعی برحق کی پیدائش سے دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کی گئیں۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم!

تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور ہوجاتے ہو۔ تمہارے اندر خدا کے رسول برحق کی محبت و شیفتگی ایک بے خودانہ جوش ومحویت پیدا کردیتی ہے۔ تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد میں، اسی کے تذکرے میں اور اسی کی محبت کی لذت وسرور میں بسر کرنا چاہتے ہو۔ تم اس کے ذکر وفکر کی مجالس منعقد کرتے ہو۔ ان کی آرائش وزینت میں اپنی محبت ومشقت کی کمائی بے دریغ لٹاتے ہو۔ خوشبودار اور تروتازہ گلدستے سجاتے ہو۔ کافوری شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقی روشنی کے بکثرت کنول روشن کرتے ہو۔ عطر وگلاب کی مہک اور اگر بتیوں کا بخور جب ایوان مجلس کو اچھی طرح معطر کردیتا ہے۔ تو اس وقت مدح وثناء کے زمزموں اور درودوسلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب ومطلوب مقدس کی یاد کو ڈھونڈتے ہو اور بسا اوقات تمہاری آنکھوں کے آنسو اور تمہارے پرمحبت دلوں کی آہیں اس کے اسم مبارک سے والہانہ عشق اور اس کے عشق سے حیات روحانی حاصل کرتی ہیں۔

پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق وشیفتگی کے لئے رب السموات والارض کے محبوب کو چنا اور کیا پاک ومطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین ورحمۃ للعالمین کی مدح وثناء میں زمزمہ سنج ہوئیں:

مصلحت دید من آن است کہ یاران ہمہ کار
بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند

انہوں نے اپنے عشق وشیفتگی کے لئے اس کی محبوبیت کو دیکھا۔ جسے خود خدا نے اپنی چاہتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا اور اس کی زبانوں نے اس کی مدح وثناء کی۔ جس کی مدح وثناء میں خود خدا کی زبان، اس کے ملائکہ اور قدوسیوں کی زبان اور کائنات ارض کی تمام پاک روحوں اور سعید ہستیوں کی زبان، ان کی شریک وہم نوا ہے۔

بلاشبہ محبت نبوی a اور عشق محمدی a کے یہ پاک ولولے اور یہ مخلصانہ ذوق وشوق تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے اور تم اپنے ان پاک جذبات کی جتنی بھی حفاظت کرو کم ہے۔ تمہارا یہ عشق الٰہی ہے۔ تمہاری یہ محبت ربانی ہے۔ تمہاری یہ شیفتگی انسانی سعادت اور راست بازی کا سرچشمہ ہے۔ تم اس وجود مقدس ومطہر سے محبت رکھتے ہو جس کو تمام کائنات انسانی میں سے تمہارے خدا نے ہر طرح کی محبتوں اور ہر قسم کی خوبیوں کے لئے چن لیا ہے اور محبوبیت عالم کا خلعت اعلیٰ صرف اسی کے وجود اقدس پر راست آیا۔

کرہ ارض کی سطح پر انسان کے لئے بڑی سے بڑی بات جو لکھی جاسکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ مدح وثناء جو زبان پر آسکتی ہے۔ غرض انسان کی زبان، انسان کے لئے جو کچھ کہہ سکتی ہے اور کرسکتی ہے۔ وہ سب کا سب صرف اسی ایک انسان کامل واکمل کے لئے ہے اور اس کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں۔

خدا کی الوہیت وربوبیت جس طرح وحدہ لاشریک ہے کہ کوئی ہستی اس کی شریک نہیں۔ اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیت اعلیٰ اور عبدیت کبریٰ بھی وحدہ لاشریک ہے۔ کیونکہ اس کی انسانیت وعبدیت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں اور اس کے حسن وجمال فردانیت کا کوئی شریک نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں دیکھتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا۔ وہاں سب کو ان کے ناموں سے پکارا گیا ہے اور ان کے واقعات کا بھی ذکر کیا گیا ہے تو ان کے ناموں کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن اس انسان کامل، اس فرد اکمل، اس صفات عبدیہ کے وحدہ لاشریک کا اکثر مقامات میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ نہ تو اس کا نام لیا گیا، نہ ہی کسی دوسرے وصف سے نامزد کیا گیا۔ بلکہ صرف ''عبد'' کے لفظ سے اس کے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے:

- ...... ''کیا پاک ہے وہ خداوند قدوس جس نے ایک رات اپنے ''عبد'' کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ (سورۂ بنی اسرائیل)''
- ...... ''اور جب اللہ کا بندہ (عبد) تبلیغ حق کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تاکہ اللہ کو پکارے تو کفار اس کو اس طرح گھیر لیتے ہیں۔ گویا قریب ہے کہ اس پر آگریں گے۔ (سورۂ جن)''
- ...... سورۂ کہف کو اس آیت سے شروع کیا: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے اپنے ''عبد'' پر کتاب اتاری۔''
- ...... سورۂ فرقان کی پہلی آیت ہے: ''کیا ہی پاک ذات ہے اس کی جس نے ''الفرقان'' اپنے عبد پر اتارا تاکہ وہ تمام عالم کی ضلالتوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔''
- ...... اسی طرح سورۂ نجم میں کہا: ''اوحی الی عبدہ ما اوحیٰ '' سورۂ حدید میں کہا: ''ینزل علی عبدہ''

پس ان تمام مقامات میں آپ کا اسم گرامی نہیں لیا۔ بلکہ اس کی جگہ صرف ''عبد'' فرمایا۔ حالانکہ بعض دیگر انبیاء کے لئے اگر ''عبد'' کا لفظ فرمایا ہے۔ تو اس کے ساتھ نام کی تصریح بھی کردی ہے۔ سورۂ مریم میں حضرت زکریا کے لئے فرمایا: ''ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا '' سورۂ ص میں کہا: ''واذکر عبدنا داؤد '' نیز ''واذکر عبدنا ایوب.''

اس خصوصیت وامتیاز سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود الٰہی تھا کہ اس وجود گرامی کی عبدیت اور بندگی اس درجہ آخری ومرتبہ قصویٰ تک پہنچ چکی ہے۔ جو انسانیت کی انتہاء ہے اور جس میں اور کوئی عبد اس عبد کامل کا شریک وسہیم نہیں۔ پس عبدیت کا فرد کامل وہی ہے اور اس لئے بغیر اضافت ونسبت کے صرف ''عبد'' کا لقب اس کا ناموں

اور علموں کی طرح پہنچا تو دیتا ہے۔ کیونکہ تمام کائنات ہستی میں اس کا سا اور کوئی عبد نہیں۔

پس یہ وہ تھا کہ اس کے صفات الٰہیہ کا یہ حال رہا ہے۔ اس کی انسانیت وعبدیت کی وحدت اس طرح فرمان فرمائے، جمیع کائنات ہے۔ اس کی محبت ومحبوبیت کا خود رب السمٰوات والارض نے اعلان کیا اور اس کی رحمت کو اپنی ربوبیت کی طرح تمام عالمین پر محیط کر دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات رأفت ورحمت سے متصف فرمایا اور اگر اپنے آپ کو ''الرحمن الرحیم'' کہا تو اسے بھی ''بالمؤمنین رؤف الرحیم'' قرار دیا۔

اسے تمام قرآن حکیم میں کبھی بھی نام لے کر نہ پکارا۔ بلکہ کبھی صدائے عزت سے نوازا کہ ''یا ایھا لرسول'' اور کبھی طریق محبت سے پکارا کہ ''یاایھاالمزمل'' اس کے وجود باجود کی عزت وعظمت کو اپنی عزت کی طرح اپنے بندوں پر فرض کر دیا اور جابجا حکم دیا کہ:

''تعزروہ و توقروہ'' ﴿اس کی عزت کرو اور اس کی توقیر بجالاؤ﴾

پھر وہ کہ اس کی محبوبتیں اور عظمتوں کا یہ حال تھا کہ اس کا وجود مقدس واطہر تو بڑی چیز ہے۔ وہ جس آبادی میں بسا اور جس شہر کی گلیوں میں چلا پھرا۔ اس عزت کو بھی خدائے زمین وآسمان نے تمام عالم میں نمایاں کیا:

''ہم مکہ کی قسم کھاتے ہیں مگر اس لئے کہ تیرا وجود اس کی سرزمین میں رہا اور بسا ہے۔ (سورۂ بلد)''

پس جس کی قدوسیت اور جبروتیت کا یہ مرتبہ ہو اس کی یاد میں جتنی گھڑیاں بھی کٹ جائیں۔ اس کے عشق میں جتنے آنسو بھی بہہ جائیں۔ اس کی محبت میں جتنی آہیں بھی نکل جائیں اور اس کی مدح وثناء میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں۔ انسانیت کا حاصل، روح کی سعادت، دل کی طہارت، زندگی کی پاکی اور ربانیت والٰہیت کی بادشاہی ہے۔

لیکن جبکہ تم اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھ کرتے ہو اور اس ماہ کے واقعہ ولادت کی یاد میں خوشیاں مناتے ہو تو اس کی مسرتوں کے اندر تمہیں کبھی اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ہے۔ جس کے بغیر اب تمہاری کوئی خوشی نہیں ہوسکتی؟ کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کس کی پیدائش ہے جس کی یاد کے لئے تم سروسامان کرتے ہو؟ یہ کون تھا جس کی ولادت کے تذکرے میں تمہارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے؟۔

آہ! اگر اس مہینے کی آمد تمہارے لئے جشن ومسرت کا پیام ہے۔ کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جس نے ہمیں سب کچھ دیا تھا۔ تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں۔ کیونکہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا۔ وہ سب ہم نے کھو دیا۔ اس لئے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہونا چاہئے۔

تم اپنے گھروں کو مجالس سے آباد کرتے ہو۔ مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو۔ مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے۔ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو۔ مگر آہ! تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال وآستین کو معطر کرنا چاہتے ہو۔ مگر آہ! تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی

سے دنیا کے مشام روح یکسر محروم ہیں۔

کاش! تمہاری مجالس تاریک ہوتیں۔ تمہارے اینٹ اور چونے کے مکان کو زیب وزینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا۔ تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں۔ تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لئے دنیا کچھ نہ سنتی۔ مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی۔ تمہاری زبانوں سے نہیں مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنۂ نبوی کی مدح وثناء کے ترانے اٹھتے:

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ، تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبادت ہے تیرے جینے سے

۞ ...... ''حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوجایا کرتیں، دل اندھے ہوجاتے ہیں، جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ (سورۂ حج)''

پھر آہ وہ قوم اور صد آہ! اس قوم کی غفلت ونادانی جس کے لئے ہر جشن ومسرت میں پیام ماتم ہے اور جس کی حیات قومی کا ہر قہقہہ عیش، فغان حسرت ہوگیا ہے۔ مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اس کے لئے کوئی منظر عبرت ہے۔ نہ حال کے واقعات وحوادث میں کوئی پیام تنبہ وہوشیاری ہے اور نہ وہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کوئی روشنی اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کام جوئیوں اور جشن ومسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں۔ حالانکہ اس کے جشن وطرب کے ہر ورود میں ایک نہ ایک پیام ماتم وعبرت بھی رکھ دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں، کان سنیں اور دل کی دانائی غفلت وسرشاری نے چھین نہ لی ہو۔

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لئے جشن ومسرت کا پیام اس لئے تھا کہ اسی مہینے میں خدا کا وہ فرمان رحمت دنیا میں آیا جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت وحرمان کا موسم بدل دیا۔ ظلم وطغیان اور فساد وعصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں۔ خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا۔ انسانی اخوت ومساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کردیا اور کلمہ کفر وضلالت کی جگہ کلمہ حق وعدالت کی بادشاہت کا اعلان عام ہوا:

۞ ...... ''اللہ کی طرف سے تمہاری جانب سے ایک نور ہدایت اور کتاب مبین آئی۔ اللہ اس کے ذریعے سے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت کرتا ہے اور ان کے آگے صراط مستقیم کو کھولتا ہے۔'' (سورۂ مائدہ)''

لیکن دنیا شقاوت وحرمان کے درد سے پھر دکھیا ہوگئی۔ انسانی شر وفساد اور ظلم وطغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لئے پھیل گئی۔ سچائی اور راست بازی کی کھیتیوں نے پامالی پائی اور انسانوں کے بے راہ گلے کا کوئی رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لئے تھی، غیروں کو دے دی گئی اور اس کے کلمہ حق وعدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اس کی سطح خالی ہوگئی:

۞ ...... ''زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان کی پیدا کی ہوئی شرارتوں سے فساد پھیل گیا اور زمین کی صلاح وفلاح غارت ہوگئی۔ (سورۂ روم)''

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو۔ پر اس کے ظہور کے مقصد سے غافل ہوگئے ہو اور وہ جس غرض کے لئے آیا تھا۔ اس کے لئے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لئے خوشیوں کی بہار ہے۔ تو صرف اس لئے کہ اس مہینے میں دنیا کی خزان ضلالت ختم ہوئی اور کلمہ حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔ پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو، مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

اس موسم کی خوشیاں اس لئے تھیں کہ اسی ماہ میں اللہ کی عدالت وہ ”آتشیں شریعت“ کوہ فاران پر نمودار ہوئی۔ جس کی خبر سعیر کی چوٹیوں پر صاحب تورات کو دی گئی تھی اور جو مظلومی کے آنسو بہانے، مسکینی کی آہیں نکالنے، ذلت و نامرادی سے ٹھکرائے جانے کے لئے دنیا میں نہیں آئی تھی۔ بلکہ اس لئے آئی تھی کہ اعدائے حق وعدالت ناکامی کے آنسو بہائیں۔ دشمنان الٰہی مسکینی کے لئے چھوڑ دیئے جائیں۔ ضلالت وشقاوت، نامرادی وناکامی کی ذلت سے ٹھکرائی جائے۔ سچائی اور راستی کا عرش عظمت واجلال نصرت الٰہی کی کامرانیوں اور اقبال وفیروزی کی فتح مندیوں کے ساتھ تمام کائنات ارض میں اپنی جبروتیت وقدوسیت کا اعلان کرے۔

پس وہ اللہ کے ہاتھوں کی چمکائی ہوئی ایک تلوار تھی۔ جس کی ہیبت وقہاریت نے باطل پرستی کی تمام طاقتوں کو لرزادیا۔ دنیا کو کلمہ حق کی بادشاہت اور دائمی فتح کی بشارت سنائی:

✿...... ”وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو دنیا کی سعادت کے قیام اور ضلالت کی مقہوریت کے لئے دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ دینوں پر اسے غالب کردے۔ پس اس کی حقانیت کی طاقت ہی آخر میں دائمی اور عام فتح پانے والی ہے۔ اگرچہ مشرکوں پر ایسا ہونا بہت ہی شاق گزرے۔ (سورۂ توبہ)“

وہ ذلت کا زخم نہ تھا۔ بلکہ نامرادی کا زخم لگانے والا ہاتھ تھا۔ وہ مظلومی کی تڑپ نہ تھی۔ بلکہ ظلم کو تڑپانے والی شمشیر تھی۔ وہ مسکینی کی بے قراری نہ تھی۔ بلکہ دنیا کو بے قرار کرنے والوں نے اس سے بے قراری پائی۔ وہ درد وکرب کی کروٹ نہ تھی۔ بلکہ درد وکرب میں مبتلا کرنے والوں کو اس سے بے چینی کا بستر ملا۔ وہ جو کچھ لایا اس میں غمگینی کی چیخ نہ تھی۔ ماتم کی آہ نہ تھی۔ ناتوانی کی بے بسی نہ تھی۔ حسرت ومایوسی کے آنسو نہ تھے۔ بلکہ یکسر شادمانی کا غلغلہ تھا۔ جشن ومراد کی بشارت تھی۔ کامیابی وعیش فرمائی کی بہار تھی۔ طاقت وفرمان فرمائی کا اقبال تھا۔ امید ویقین کا خندۂ عیش تھا۔ زندگی اور فیروزمندی کا پیکر وتمثال تھا۔ فتح مندی کی ہیشگی تھی اور نصرت وکامرانی کا دوام:

”اللہ کے وہ صالح بندے جنہوں نے دنیا کی تمام طاقتوں سے کٹ کر کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں۔ پھر ساتھ ہی اس پر جم گئے اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی خداپرستی کو قائم کیا۔ سو یہ وہ لوگ ہیں کہ کامرانی وفتح مندی کے لئے خدا نے ان کو چن لیا ہے۔ وہ اپنے ملائکہ نصرت کو ان پر بھیجتا ہے جو ہر دم پیام شادمانی وکامیابی پہنچاتے ہیں کہ نہ تو تمہارے لئے خوف ہے اور نہ کسی طرح کی غمگینی۔ دنیا کی زندگی میں بھی خدا کی مہربانیوں سے بامراد، اللہ کی تمام نعمتیں صرف تمہارے ہی لئے ہیں۔ تم جو نعمت چاہو گے ملے گی اور جس چیز کو پکارو گے۔ پاؤ گے۔“

کیونکہ وہ جو ربیع الاول میں آیا۔ اس نے کہا کہ غم اور ناکامی ان کے لئے ہونی چاہئے۔ جن کے پاس کامیابی و نصرت بخشنے والے کا رشتہ نہیں۔ پر وہ جنہوں نے تمام انسانی اور دنیوی طاقتوں سے سرکشی کر کے صرف خدا کی قدوس طاقت کے ساتھ وفاداری کی اور اس ذات کو اپنا دوست بنالیا جو ساری خوشیوں کا دینے والا اور تمام کامیابیوں کا سرچشمہ ہے۔ تو وہ کیونکر غمگینی پاسکتے ہیں اور خدا کے دوستوں کے ساتھ اس کی زمین میں کون ہے جو دشمنی کر سکتا ہے؟:

✿...... ’’اس کے لئے اللہ مومنوں کا دوست اور حامی ہے۔ مگر جنہوں نے اس سے انکار کیا، اس کے لئے کوئی دوست و حامی اور سازگار نہیں۔ (سورۂ محمد)‘‘

جن پاک روحوں نے خدا کی سچائی اور کلمہ حق وعدل کی خدمت گزاری کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا، وہ کسی سے نہیں ڈر سکتے۔ البتہ ان کی ہیبت وقہاریت سے دنیا کو ڈرنا چاہئے:

✿...... ’’دشمنان حق کی شیطانی ہیبتوں سے نہ ڈرو، اللہ سے ڈرو، اگر فی الحقیقت تم مومن ہو۔ (آل عمران)‘‘

دنیا میں متضاد اجزا باہم جمع ہو سکتے ہیں۔ آگ اور پانی ممکن ہے ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ شیر اور بکری ہو سکتا ہے ایک گھاٹ سے پانی پی لیں۔ لیکن خدا کا ’’ایمان‘‘ اور ’’انسان کا خوف‘‘ دو چیزیں ایسی متضاد ہیں جو کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اگر ایک بد بخت ایمان الٰہی کا دعویٰ کر کے انسان کے ڈر سے بھی کانپ رہا ہے تو تم اسے ان کنکروں اور پتھروں کی طرح ٹھکرادو جو انسان کی راہ میں لڑھک کر آجاتے ہیں۔ تاکہ دوڑنے والوں کے لئے ٹھوکر بنیں۔ کیونکہ وہ ایمان کے یقین سے محروم ہے:

✿...... ’’نہ ہراساں ہو اور نہ غمگین ہو، تم ہی سب پر غالب آنے والے ہو، اگر تم سچے مومن ہو۔ (سورۂ آل عمران)‘‘

✿...... ’’یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ کے دوست اور اس کے چاہنے والے ہیں، ان کے لئے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ کبھی وہ غمگین ہوں گے۔ (سورۂ یونس)‘‘

لیکن آج جبکہ تم عید میلاد کی مجالس منعقد کرتے ہو۔ تو تمہارا کیا حال ہے؟ وہ تمہاری دولت کہاں ہے جو تمہیں دی گئی تھی؟ وہ تمہاری نعمت کامرانی کدھر گئی جو تمہیں سونپی گئی تھی؟ وہ تمہاری روح حیات کیوں تمہیں چھوڑ کر چلی گئی۔ جو تم میں پھونکی گئی تھی؟ آہ! تمہارا خدا تم سے کیوں روٹھ گیا؟ تمہارے آقا نے کیوں تم کو صرف اپنی ہی غلامی کے لئے نہ رکھا؟ کیا ربیع الاول میں آنے والے نے خدا کا وعدہ نہیں پہنچایا تھا کہ عزت صرف تمہارے ہی لئے ہے اور اس دولت کا اب زمین پر تمہارے سوا کوئی وارث نہیں؟:

✿...... ’’عزت اللہ کے لئے ہے، اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے لیکن جن کے دل نفاق میں کھوگئے، وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ (سورۂ منافقون)‘‘

پھر یہ کیسا انقلاب ہے کہ تم ذلت کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہو اور عزت نے تم سے منہ چھپالیا ہے؟ کیا خدا کا وعدۂ نصرت تم تک نہیں پہنچایا گیا تھا کہ:

✿...... ’’مسلمانوں کو نصرت و فتح دینا ہمارے لئے ضروری ہے (یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا) کہ ہم غیروں کو فتح یاب کریں اور مومن ناکام رہ جائیں۔ (سورۂ روم)‘‘

پھر یہ کیوں ہے کہ تم نے کامیابی نہ پائی اور کام و مراد نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا؟ کیا خدا کا وعدہ سچا نہ تھا؟ اور کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں کہ تم جو انسانوں کے وعدوں پر ایمان رکھتے اور ان کے حکموں کے آگے گرنا چاہتے ہو خدا کے وعدہ ’’لا یخلف المیعاد ‘‘ کے لئے اپنے اندر ایمان کی کوئی صدا نہیں پاتے؟ آہ! نہ تو اس کا وعدہ جھوٹا تھا اور نہ اس نے اپنا رشتہ توڑا، مگر تم ہی ہو، تمہاری ہی محرومی و بے وفائی ہے۔ تمہارے ہی ایمان کی موت اور راستی کی حرمانی ہے۔ جس نے اپنا پیمان وفا توڑا اور خدا کے مقدس رشتے کی عزت کو اپنی غفلت و بداعمالی اور غیروں کی پرستش و بندگی سے بٹا لگایا:

✿...... ’’اس لئے کہ خدا کبھی کسی قوم کی نعمت کو محرومی سے نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود ہی اپنے اندر تبدیلی نہ کر دے، اس لئے بھی اللہ (سب کی) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے۔ (سورۂ انفال)‘‘

خدا اب بھی غیروں کے لئے نہیں۔ بلکہ صرف تمہارے لئے ہے۔ بشرطیکہ تم بھی غیروں کے لئے نہیں۔ بلکہ صرف خدا ہی کے لئے ہو جاؤ:

✿...... ’’اگر تم خدا کے کلمہ حق کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے اندر ثابت قدمی اور مضبوطی پیدا کر دے گا۔ (سورۂ محمد)‘‘

تم ربیع الاول میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعویٰ رکھتے ہو اور مجلسیں منعقد کر کے اس کی مدح و ثناء کی صدائیں بلند کرتے ہو۔ لیکن تمہیں کبھی یہ یاد نہیں آتا کہ جس کی یاد کا تمہاری زبان دعویٰ کرتی ہے۔ اس کی فراموشی کے لئے تمہارا ہر عمل گواہ ہے اور جس کی مدح و ثناء میں تمہاری صدائیں زمزمہ سرا ہوتی ہیں۔ اس کی عزت کو تمہارا بٹا لگا رہا ہے؟ وہ دنیا میں اس لئے آیا تھا کہ انسانی بندگی سے ہٹا کر صرف اللہ کی عبودیت کے صراط مستقیم پر چلائے اور غلامی کی ان تمام زنجیروں سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دے جن کے بڑے بڑے بوجھل حلقے انہوں نے اپنے پاؤں میں ڈال لئے تھے:

✿...... ’’پیغمبر اسلام کے ظہور کا مقصد یہ ہے کہ گرفتاریوں اور بندشوں سے انسان کو نجات دلا دے اور غلامی کے جو طوق انہوں نے اپنی گردنوں میں پہن رکھے تھے، ان کے بوجھ سے رہائی بخشے۔ (سورۂ الاعراف)‘‘

اس نے کہا کہ اطاعت صرف ایک ہی ہے اور حکم و فرمان صرف ایک ہی کے لئے سزاوار ہے:

✿...... ’’حکم و طاقت کسی کے لئے نہیں مگر صرف اللہ کے لئے۔ (سورۂ یوسف)‘‘

اس نے سب سے پہلے انسان کو اس کی چھپی ہوئی آزادی و حریت واپس دلائی اور کہا کہ مومن نہ تو بادشاہوں کی غلامی کے لئے ہے۔ نہ کاہنوں کی اطاعت کے لئے، نہ کسی اور انسانی طاقت کے آگے جھکنے کے لئے۔ بلکہ اس کے سر کے لئے ایک ہی چوکھٹ، اس کے دل کے لئے ایک ہی عشق، اس کے پاؤں کے لئے ایک ہی زنجیر

اوراس کی گردن کے لئے ایک ہی طوق اطاعت ہے۔ وہ جھکتا ہے تو اسی کے آگے، روتا ہے تو اسی کے لئے، اعتماد کرتا ہے تو اسی کی ذات پر، ڈرتا ہے اور لرزتا ہے تو اسی کی ہیبت سے۔ امید کرتا ہے تو اسی کی رحمت پر۔ وہ مشرک نہیں کہ خدا کی طرح انسان کو بھی ہیبت اور قہاریت کی صفت بخشے:

✿...... ''پرستش اور غلامی کے لئے کئی ایک معبود بنالینا اچھا یا ایک ہی خدائے واحد وقہار کا ہو رہنا؟ یہ جو تم نے اپنی بندگی کیلئے بہت سی چوکھٹیں بنا رکھی ہیں۔ تو بتلاؤ ان کی ہستی بجز اس کے کیا ہے کہ چند وہم ساز نام ہیں۔ جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے اپنی گمراہی سے گھڑ لئے اور مدت کی ضلالت ورسم پرستی نے ان کے اندر مصنوعی ہیبت ومرعوبیت پیدا کردی۔ حالانکہ خدا نے نہ تو ان کے اندر کوئی طاقت رکھی اور نہ ان کی معبودیت ومحبوبیت کے لئے کوئی حکم اتارا۔ یقین کرو کہ تمہاری غلامی کے یہ تمام مصنوعی بت کچھ بھی نہیں۔ حکم وسلطانی دنیا میں نہیں مگر صرف اللہ کے لئے اس نے حکم دیا کہ پرستش نہ کرو مگر صرف اسی کی، یہی انسان کی فطرت صالحہ کی راہ ہے اور اس لئے یہی دین قیم ہے۔ (سورۂ یوسف)''

اور دیکھو کہ اس نے انسان کی حریت صادقہ اور آزادی حق کو کس طرح مثالوں کی دانائی میں سمجھایا۔ اللہ ایک مثال دیتا ہے:

✿...... ''یوں فرض کرو کہ ایک شخص ہے جو کسی دوسرے انسان کا غلام ہے۔ خود اسے کوئی اختیار حاصل نہیں۔ وہ اپنی کسی چیز پر باوجودیکہ اسی کی ہے، کچھ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا آزاد وخود مختار انسان ہے۔ جس پر کسی انسان کی حکومت نہیں۔ اسے اپنی ہر چیز پر قدرت واختیار حاصل ہے اور جو کچھ خدا نے دیا ہے۔ وہ اسے ظاہر وپوشیدہ جس طرح چاہتا ہے، بے دھڑک خرچ کرتا ہے۔ تو کیا یہ دونوں آدمی ایک ہی طرح کے ہوئے؟ کیا دونوں کی حالت میں کوئی فرق نہیں؟ اگر فرق ہے تو پھر وہ کہ اس کا مالک صرف خدا ہی ہے اور وہ کہ اس کے گلے میں انسانوں کی اطاعت کے طوق پڑے ہوئے ہیں۔ دونوں ایک طرح کے کیسے ہوسکتے ہیں؟۔ (سورۂ النحل)''

پس اگر ربیع الاول کا مہینہ دنیا کے لئے خوشی اور مسرت کا مہینہ تھا تو صرف اس لئے کہ اسی مہینے میں دنیا کا وہ سب سے بڑا انسان آیا جس نے مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی نعمت یعنی: ''خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی'' عطاء فرمائی اور اس کو اللہ کی خلافت ونیابت کا لقب دے کر خدا کی ایک پاک ومحترم امانت ٹھہرایا۔

پس ربیع الاول انسانی حریت کی پیدائش کا مہینہ ہے۔ غلامی کی موت اور ہلاکت کی یادگار ہے۔ خلافت الٰہی کی بخشش کا اولین یوم ہے۔ وراثت ارضی کی تقسیم کا اولین اعلان ہے۔ اسی ماہ میں کلمہ حق وعدل زندہ ہوا اور اسی میں کلمہ ظلم وفساد اور کفر وضلالت کی لعنت سے خدا کی زمین کو نجات ملی۔

لیکن آہ! تم کہ اس ماہ حریت کے ورود کی خوشیاں مناتے ہو اور اس کے لئے ایسی تیاریاں کرتے ہو۔ گویا

تمہارے ہی لئے اور تمہاری ہی خوشیوں کے لئے آیا ہے۔ خدارا مجھے بتلاؤ؟ تم کو اس پاک اور مقدس یادگار کی خوشی منانے کا کیا حق ہے؟ کیا موت اور ہلاکت کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ زندگی اور روح کو اپنا ساتھی بنائے؟ کیا ایک مردہ لاش پر دنیا کی عقلیں نہ ہنسیں گی اگر وہ زندوں کی طرح زندگی کو یاد کرے گی؟ ہاں یہ سچ ہے کہ آفتاب کی روشنی کے اندر دنیا کے لئے بڑی ہی خوشی ہے۔ لیکن ایک اندھے کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھ والوں کی طرح خوشیاں منائے؟۔

پھر تم بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ تم غلاموں کا ایک گلہ ہو جس نے اپنے نفس کی غلامی، اپنی خواہشوں کی غلامی، ماسوااللہ کے رشتوں کی غلامی اور غیر الٰہی قوتوں کی غلامی کی زنجیروں سے اپنی گردن کو چھپا دیا ہے۔ تم پتھروں کا ایک ڈھیر ہو جو نہ تو خود ہل سکتا ہے اور نہ اس میں جان وروح ہے۔ البتہ چور چور ہو سکتا اور ایک دوسرے پر پٹکا سکتا ہے تم غبار راہ کی ایک مٹھی ہو۔ جس کو ہوا اڑا لے جائے تو اڑا سکتی ہے۔ ورنہ وہ خود صرف اس لئے ہے کہ ٹھوکروں سے روندی جائے اور جولان قدم سے پامال کی جائے۔ ''ویاللمصیبۃ!''

گلگو نہ عارض ہے، نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل، تو تو کسی کام نہ آیا

پھر اے غفلت کی ہستیو! اور اے بے خبری کی سرگشتہ خواب روحو! تم کس منہ سے اس کی پیدائش کی خوشیاں مناتے ہو جو حریت انسانی کی بخشش حیات روحی اور معنوی کے عطیے اور کامرانی و فیروزمندی کی خسروی و ملوکی کے لئے آیا تھا؟ اللہ اللہ غفلت کی نیرنگی اور انقلاب کی بوقلمونی! ماسوااللہ کی عبودیت کی زنجیریں پاؤں میں ہیں۔ انسانوں کی مملوکیت اور مرعوبیت کے حلقے گردنوں میں، ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالی اور اعمال حقہ وحسنہ کی روشنی سے روح محروم! ان سامانوں اور تیاریوں کے ساتھ تم مستعد ہوئے ہو کہ ربیع الاول کے آنے والے کی یاد کا جشن مناؤ، جس کا آنا خدا کی عبودیت کی فتح، غیر الٰہی عبودیت کی ہلاکت، حریت صادقہ کا اعلان حق، عدالت حقہ کی ملوکیت کی بشارت اور امت عادلہ وقائمہ کے تمکن وقیام کی بنیاد تھا:

✿ ...... ''ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ کوئی بات ہو، کچھ بوجھ کے قریب بھی نہیں پھٹکتے؟۔(سورۃ النساء)''

پس اے غفلت شعاران ملت! تمہارے غفلت پر صد افغان وحسرت اور تمہاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ وبکا، اگر تم اس ماہ مبارک کی اصلی عظمت وحقیقت سے بے خبر رہو اور صرف زبانوں کے ترانوں، درودیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصد و یاد کو گم کردو۔ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ماہ مبارک امت مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے۔ خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے۔ خلافت ارضی وو راثت الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے۔

پس اس کے آنے کی خوشی اور اس کے تذکرہ و یاد کی لذت ہر اس شخص کی روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الٰہی کی تعمیل واطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کی پیروی وتاسی کے لئے کوئی نمونہ نہیں رکھتا۔

رحمت دوعالم a ...... ولادت سے بعثت تک!

قسط نمبر:2

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

۶۱۰ء......عمر مبارک کے اکتالیسویں سال ۲۱؍رمضان المبارک مطابق ۱۲؍فروری ۶۱۰ء کو غار حرا میں وحی کا نزول ہوا۔ دعوت اسلام کے پہلے دن حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اسلام قبول کیا۔ دعوت اسلام کے آغاز میں حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ اسی عرصہ میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت ارقم بن ارقمؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ اور ان کے دونوں بھائیوں عبیدہ بن حارثؓ، سعید بن زیدؓ، جعفر بن ابی طالبؓ، خباب بن ارتؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، مصعب بن عمیرؓ اور حضرت فاطمہ بنت خطابؓ نے اسلام قبول کیا۔

۶۱۴ء......سورۃ حجر کی آیت ''فاصدع بما تومر'' کے نزول کے بعد علانیہ کا آغاز ہوا۔

۶۱۵ء......دارارقم کی ابتداء ہوئی اور ماہ رجب المرجب میں حبشہ کی طرف پہلی ہجرت ہوئی جس میں ۱۱ مرد حضرات اور چار عورتیں شامل تھیں۔ شوال المکرم میں واقعہ غرانیق پیش آیا۔ یعنی مشرکین مکہ کے مسلمان ہونے کا جھوٹا پروپیگنڈہ کیا گیا۔ جس میں مہاجرین کی حبشہ سے واپسی ہوئی۔

۶۱۶ء......سیدنا امیر حمزہؓ نے اسلام قبول کیا اور ان کے تین دن بعد حضرت فاروق اعظمؓ مسلمان ہوئے۔ ۸۲؍مردوں اور ۱۸؍عورتوں پر مشتمل ایک جماعت نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی اور شاہ حبش حضرت نجاشیؓ نے اسلام قبول کیا۔ مہاجرین حبشہ کی واپسی کے لئے عمرو بن عاص، عبداللہ بن ربیعہ، حضرت نجاشیؓ سے ملے اور مہاجرین کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے ان کے مطالبہ کو ٹھکرا دیا اور وفد بے نیل ومرام واپس ہوا۔

۶۱۷ء...... ماہ محرم الحرام میں ظالمانہ دستاویز تیار کرنے والے بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا۔ جس سے بنوہاشم اور بنومطلب شعب ابی طالب میں محصور ہوگئے۔

۶۱۹ء......محرم الحرام میں جوف کعبہ میں لٹکائی گئی ظالمانہ دستاویز کا دیمک نے صفایا کردیا۔ بنوہاشم اور بنو مطلب کی شعب ابی طالب سے رہائی ہوئی۔ رجب المرجب (مارچ) جناب ابوطالب کا انتقال ہوا۔ رمضان المبارک (مئی) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتقال ہوا۔ ان دوغمخواران رسولؐ کی وفات کی وجہ سے یہ سال عام الحزن کہلایا۔ شوال المکرم (مئی) حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے آپ a کا نکاح ہوا۔ اسی ماہ میں رحمت عالم a نے دعوت اسلام کے لئے طائف کا سفر فرمایا۔ اسی ماہ میں حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا۔

۶۲۰ء......ذوالحجہ (اگست) میں آپ a نے یثرب (مدینہ طیبہ) کے بنوخزاع کو دعوت اسلام دی اور چھ افراد نے اسلام قبول کیا۔

۶۲۱ء......پہلی بیعت عقبہ ہوئی اور اوس وخزرج کے ۱۲؍افراد نے اسلام قبول کیا۔ راجح قول کے مطابق اسی سال سفر معراج نصیب ہوا اور پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ ذوالحجہ (جولائی) میں ہجرت مدینہ کا آغاز ہوا اور حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ طیبہ میں معلم وسفیر بنا کر بھیجے گئے۔

۶۲۲ء......ذوالحجہ (جون) میں دوسری بیعت عقبہ ہوئی اور بہتر مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر حضرت سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ نے اسلام قبول کیا۔ حضور نبی کریم a کے حکم پر انصار کے ۱۲؍سرداروں کا انتخاب ہوا۔ جن میں سے ۹؍خزرج سے اور ۳؍اوس میں سے تھے۔ اسی سال دیگر مسلمانوں نے مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ صفرالخیر (دسمبر) دارالندوہ میں قریش کا اجتماع ہوا اور حضور نبی کریم a کے قتل کی خوفناک سازش تیار کی گئی۔ (جاری ہے)

---

(۱) نعت رسول مقبول a

عرش تک آپ کی رسائی ہے
واہ کیا شان مصطفیٰؐ ہے

میرے گھر میں نہ کیوں اجالا ہو
شمع ذکر نبی جلائی ہے

آ گیا ہوں میں باب جنت تک
مصطفیٰؐ کی یہ رہنمائی ہے

اے خدا ہو قبول ہم نے آج
عید الفطر جو منائی ہے

روضۂ مصطفیٰؐ کو دیکھ لیا
جان میں میری جان آئی ہے

تھا مبارک خزاں کا زور یہاں
اور اب بہار آئی ہے

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

(ڈاکٹر مبارک بٹاپوری کراچی)

(۲) نعت رسول مقبول a

یہ پھول نہ ہوتا تو کلیوں کا تبسم بھی نہ ہوتا
یہ گل نہ ہوتا بلبل کا ترنم بھی نہ ہوتا

نقش ہستی میں یہ غنچے پریشان ہوتے
رخت دردوش میں سب دست وگریبان ہوتے

خیمہ افلاک میں پھر سے تشدد ہوتا
بزم توحید کے نعروں میں تردد ہوتا

نہ دشت وجبل توحید کے بدلی خواں ہوتے
نہ حزین تیرےؐ ذکر سے بیاباں ہوتے

حصول وحی میں موسیٰ طور پہ پہنچے
ہر کیا عجب کہ وحی تیرے حضورؐ پہ پہنچے

عقیدہ معاد کی اہمیت!

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (سورۃ الاعلیٰ) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی. اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ!

کامیابی کا مفہوم

مختصر وقت میں مختصر الفاظ میں ایک بات آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ’’قد افلح من تزکی‘‘ ’’کامیاب ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے آپ کو سنوار لیا۔ صاف ستھرا کرلیا۔‘‘ ’’کامیاب‘‘ یہ فارسی کا لفظ ہے۔ کام کہتے ہیں مقصد کو اور یاب کا معنی ہوتا ہے پالینا تو کامیاب اس کو کہتے ہیں جو اپنے مقصد کو پالے۔ جو اپنے مقصود کو حاصل کرلے۔ کامیاب وہ ہوتا ہے جس کو اس کا مقصود حاصل نہ ہو وہ ناکام ہے۔

ہر انسان کی خواہشات مختلف ہیں

انسان کا مقصود کیا ہے؟ آپ اس دنیا میں غور کرتے ہیں تو ہر انسان کے دل میں خواہش علیحدہ علیحدہ ہے۔ کسی کے دل میں خواہش ہے کہ میں ڈاکٹر بنوں۔ کسی کے دل میں خواہش ہے کہ میں انجینئر بنوں۔ کسی کے دل میں خواہش ہے کہ مجھے بڑا زمیندار ہونا چاہیے۔ کسی کے دل میں خواہش ہے کہ مجھے بہت بڑا افسر ہونا چاہیے۔

جتنے انسان ہیں اتنی ہی خواہشات ہیں۔ آپس میں خواہشات کا اختلاف بھی ہے کہ ایک آدمی زمیندار بننے کو پسند کرتا ہے تو دوسرا انکار کرتا ہے کہ یہ کوئی کام نہیں ہے۔ انسان کو صنعت کار ہونا چاہیے۔ ایک آدمی صنعت کار ہونے کو پسند کرتا ہے۔ دوسرا آدمی کہتا ہے یہ کوئی کام نہیں ہے۔ انسان کو کسی سرکاری عہدے پر ہونا چاہیے۔ کوئی شخص ایک چیز کو چاہتا ہے تو دوسرا اس کو پسند نہیں کرتا۔ یہ خواہشات کا اختلاف آپ کے سامنے ہے جس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

تمام انسانوں کی پہلی مشترکہ خواہش اور اس میں ناکامی

لیکن بعض خواہشیں ایسی ہیں کہ جو پوری انسانیت کے اندر متفق علیہ ہیں۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وہ ہر انسان کے دل میں ہیں۔ مثلاً ایک خواہش یہ ہے کہ کوئی شخص بیمار ہونا نہیں چاہتا۔ صحت مند رہنا چاہتا ہے۔ تو کیا کوئی دنیا کے اندر ایسا شخص ہے جو بیمار ہونا چاہتا ہو؟ نہیں۔ تو صحت مند رہنا ہر انسان کی خواہش ہے۔ بشرطیکہ اس کا دماغ صحیح ہو۔ بیماری کو کوئی شخص پسند نہیں کرتا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ کیا انسان اس مقصد میں کامیاب ہے۔ کیا کوئی انسان آپ کو ملے گا جو کبھی بیمار نہ ہو۔ ہمیشہ صحت مند رہے؟۔ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس مقصد میں انسان ناکام ہو گیا۔ حالانکہ یہ بین الاقوامی نہیں بین الاشخاص خواہش ہے۔ ہر ہر آدمی کے دل کی خواہش ہے۔ لیکن پوری نہیں ہوتی۔

دوسری مشترکہ خواہش اور اس میں ناکامی

اور ایک یہ ہے کہ ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ میں جوان رہوں۔ مجھے بڑھاپا نہ آئے۔ جب بھی کوئی آدمی بوڑھے کو دیکھتا ہے کہ وہ کس حال میں ہے۔ اٹھنے بیٹھنے سے لاچار۔ کھانے پینے سے لاچار۔ بوڑھاپے میں انسان اس طرح محتاج ہو جاتا ہے جس طرح بچہ اپنے ماں باپ کی خدمت کا محتاج ہوتا ہے۔ بوڑھاپا ساری آکڑ نکال کر رکھ دیتا ہے۔ اس لیے بوڑھا کوئی نہیں ہونا چاہتا۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ میں جوان ہی رہوں۔ اس لیے مقوی غذا کھاتا ہے۔ تدبیریں سوچتا ہے اور یہ ایک ایسی خواہش ہے جو ہر انسان کے دل میں ہے۔ لیکن یہ خواہش پوری نہیں ہوتی۔ اگر عمر لمبی ہے تو بوڑھا ہونا پڑتا ہے۔ ہاں! اگر جوانی میں مرجائے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ اپنے اختیار کے ساتھ بوڑھا ہونا نہیں چاہتا۔

تیسری مشترکہ خواہش اور اس میں ناکامی

اور اسی طرح ایک مشترکہ خواہش یہ ہے کہ کوئی انسان بھی موت کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے زندہ رہنے کے لیے ہزار حیلے کرتا ہے۔ آپ کا سارے کا سارا میڈیکل کا چکر جتنا بھی ہے اور آپ کے تحفظ کے لیے تدابیر اور تحفظ کے لیے ہتھیار اور پہرے۔ سیکورٹی نظام۔ یہ سارے کا سارا موت سے بچنے کے لیے ہے۔ یہ حفاظت کا نظم جتنا بھی ہے۔ یہ سارے کا سارا موت سے بچنے کے لیے ہے۔ کوئی آدمی یہ نہیں چاہتا کہ میں مرجاؤں۔ ہر شخص زندہ رہنا چاہتا ہے۔ یہ بھی مشترکہ خواہش ہے۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ انسان اس مقصد میں کامیاب ہو جائے؟۔ چاہے جتنی مرضی تدبیریں اختیار کرلیں۔ چاہے قلعے بنالیں۔ پہرے دار بٹھالیں۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ آدمی موت سے بچ جائے؟۔ حالانکہ زندہ رہنے کی خواہش ہر کسی کے دل میں ہے تو انسان اس مقصد میں بھی کامیاب نہیں ہے۔

دنیا میں کوئی شخص اپنی خواہشات کی تکمیل میں کامیاب نہیں

مثال کے طور پر یہ دو تین باتیں آپ کے سامنے ذکر کی ہیں کہ صحت کا ہر کوئی متمنی ہے۔ لیکن اس خواہش میں کامیاب نہیں۔ بوڑھاپے سے بچنے کی ہر شخص تمنا کرتا ہے۔ لیکن اس مقصد میں کامیاب نہیں۔ زندہ رہنے کی

خواہش ہر کوئی رکھتا ہے۔ لیکن اس مقصد میں کامیاب نہیں۔ تو انسان جس کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے تو کیا اس کے دل میں ایسی خواہشات پیدا فرمائیں جو پوری ہونے والی نہیں ہیں۔ تو کیا اس انسان کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اپنی دنیاوی زندگی کے اندر یہ کامیاب ہے؟۔

صحت چاہتا ہے، صحت مند نہیں رہتا۔ موت سے بچنا چاہتا ہے، موت سے بچ نہیں سکتا۔ بوڑھاپے سے بچنا چاہتا ہے، اس سے بچ نہیں سکتا۔ تو اگر انسان کی خواہشات یہ ہیں اور ہر دل کی خواہشات ہیں جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ دنیا میں پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتیں۔ نہ کسی بادشاہ کو۔ نہ کسی فقیر کو۔ نہ کسی عالم کو۔ نہ کسی جاہل کو۔ نہ کسی سرمایہ دار کو۔ نہ کسی مسکین کو۔ جب یہ پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتیں تو کیا پھر یہ کہنا صحیح ہے کہ انسان اپنی اس دنیا کی زندگی میں اپنی خواہشات کی تکمیل نہیں کرسکتا۔ یہ پوری ہوتی نظر نہیں آتیں۔

عقیدہ آخرت کے بغیر سب سے ناکام مخلوق انسان بنتا ہے

اب اگر انسان کے دماغ سے آخرت کا تصور نکال دیا جائے تو دنیا کے اندر جتنا ناکام انسان ہے۔ اتنی ناکام کوئی مخلوق نہیں ہے۔ اس تفصیل کے تحت جو آپ کی خدمت میں عرض کررہا ہوں۔ ساری مخلوقات میں سے سب سے زیادہ ناکام ہے تو انسان ہے۔ کیونکہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہے۔ اس لیے فطرت کا تقاضہ یہ ہے کہ کوئی اور زندگی ایسی آئے کہ جس میں انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کرے اور ان خواہشات کو پورا کرنے کے لیے انسان کے لیے آخرت کا گھر ہے کہ وہاں انسان کی ساری کی ساری خواہشات پوری ہوجائیں گی۔ وہ یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''قد افلح من تزکی'' مقصد کو پالیا اس شخص نے جس نے اپنے آپ کو سنوار لیا۔ سنوارنا کیسے ہے۔ وہ بات لمبی ہے۔ گھنٹوں کی بات ہے جو منٹوں میں سمیٹ رہا ہوں۔

توحید و رسالت کی طرح عقیدہ معاد بھی ضروریات دین میں سے ہے

ہمارا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد ہم نے دوبارہ اٹھنا ہے۔ یہ عقیدہ اسی طرح ضروری ہے جس طرح توحید کا عقیدہ ضروری ہے۔ توحید بھی ضروری، رسالت کا عقیدہ بھی ضروری اور بعث بعد الموت مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کا عقیدہ بھی ضروری ہے۔ یہ تینوں عقیدے برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی توحید کا انکار کرے تو مسلمان نہیں۔ رسالت کا انکار کرے تو مسلمان نہیں۔ بعث بعد الموت کا انکار کرے تو مسلمان نہیں۔ آخرت آئے گی۔

اور یہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعت کا مسئلہ ہے۔ کسی ایک نبی کا نہیں ہے۔ متفق علیہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور a تک ہر نبی نے یہ اعلان کیا ہے کہ اس بات کو یاد رکھو کہ زندگی تمہاری یہیں ختم نہیں ہوگی۔ ایک زندگی تمہاری ماں کے پیٹ میں تھی۔ دوسری زندگی اس ظاہری دنیا میں ہے۔ تیسری زندگی آپ کی قبر میں ہے۔ چوتھی زندگی قبروں سے نکلنے کے بعد قیامت کے دن ہے۔

رفتارِ زندگی کی اس طرح چلتی رہتی ہے۔ منزل بدلتی رہتی ہے۔ زندگی منقطع نہیں ہوتی۔ ماں کے پیٹ سے شروع ہوتی ہے اور پھر منزلیں بدلتی رہتی ہیں۔

آخرت میں انسان کی تمام خواہشات کی تکمیل ہوگی

تو آخر منزل میں جس نے اپنے آپ کو سنوارا ہوگا۔ جیسا کہ اس لفظ کا ترجمہ ہے۔ دل کو سنوار لیا۔ یعنی کفر وشرک کی گندگی سے دل کو پاک کر لیا۔ اخلاق کو سنوار لیا۔ بداخلاقیوں سے اپنے آپ کو بچالیا اور اپنی دوسری عادات کو پیدا کرنے والے کی مرضی کے مطابق ان کو سنوار لیا۔ وہ کامیاب ہے۔ وہ کامیاب کیسے ہوا؟۔ حدیث شریف میں ہے۔ سرور کائنات a نے فرمایا کہ جس وقت جنت اور دوزخ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل جنت کے لیے ایک اعلان کیا جائے گا۔ انہی الفاظ کے ساتھ حدیث میں آیا ہے:

”ینادی منادان لکم ان تصحوا فلا تسقموا ابدا“ اے جنت والو! تمہارے لیے یہ بات طے ہے کہ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے۔ کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ ہوگیا مقصد حاصل؟۔

”وان لکم ان تحیوا فلا تموتوا ابدا“ اے جنت والو! یہ بات تمہارے لیے طے ہوگئی کہ تم نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ تم میں سے کوئی مرے گا نہیں۔ موت کسی کو نہیں آئے گی۔

بلکہ حدیث شریف میں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ موت کو ایک مینڈھے (دنبے) کی شکل میں موجود کریں گے اور دوزخیوں کو بھی دکھائیں گے۔ جنتیوں کو بھی دکھائیں گے اور کہیں گے پہچانتے ہو یہ کیا ہے؟۔ تو سارے کہیں گے کہ ہاں! ہم اس کو پہچانتے ہیں تو سب کے سامنے اس موت کو فنا کر دیا جائے گا۔ تو جہنمیوں کے غم کی بھی کوئی حد نہیں رہے گی۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ غم کی وجہ سے اگر کسی کو موت آنی ہوتی تو اس دن سارے جہنمی مر جاتے۔ اتنا غم ان کو ہوگا۔ لیکن موت نہیں آئے گی اور اگر خوشی کی وجہ سے مرنا ہوتا تو سارے جنتی ہی مر جاتے۔ اتنی خوشی ہوگی ان کو۔ کیونکہ انسان سوچتا ہے کہ تکلیف جتنی بھی ہے۔ آخر مریں گے تو جان چھوٹ جائے گی اور کبھی یہ فکر ہوتی ہے کہ کہیں میں مر نہ جاؤں۔ اگر مر گیا تو ساری عیش ہی ختم ہو جائے گی۔ تو جہنمیوں کے سامنے یہ بات آگئی کہ اب ہمارا عذاب کبھی ختم نہیں ہوگا اور جنتیوں کے سامنے یہ بات آگئی کہ ہماری خوشحالی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ تو یہ جو مقصد تھا انسان کا کہ انسان خوشحال رہے اور اس کے اوپر موت نہ آئے۔ بلکہ زندہ رہے اس مقصد میں یہ کامیاب ہوگیا اور ایسے ہی فرمایا:

”وان لکم ان تشبوا فلا تهرموا ابدا (مشکوٰۃ: ص ۴۹۶)“ اے جنت والو! تمہارے لیے یہ بات طے کر دی گئی کہ تم ہمیشہ جوان رہو گے۔ کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ ہمیشہ جوانی رہے گی۔ بوڑھاپا نہیں آئے گا۔ تو بوڑھاپے سے بچ گئے۔ جوانی آگئی۔ اس مقصد میں بھی کامیاب ہوگیا۔

جنت میں انسان کی ہر خواہش پوری ہوگی

اور ایک آخری خواہش جو بچہ سے لے کر بوڑھے تک ہر دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں جو چاہوں وہ ہو جائے اور ایسا ممکن نہیں۔ چاہے تو ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے۔ ایسا ممکن نہیں ہے کہ جو چاہے وہ ہو جائے۔ لیکن

جنتیوں کے لیے قرآن کریم میں یہ اعلان ہے: ''لکم فیھا ماتشتھون'' تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جو تم چاہو گے۔ تمہاری زندگی ایسی ہوگی جیسی تم چاہو گے۔

خلاصہ

تو یہ مجموعی خواہشیں ہیں جو ہر انسان کے دل میں پائی جاتی ہیں۔ جو فطرت کا تقاضہ ہیں۔ یہ تقاضہ اگر پورا نہ ہو آخرت کے تصور کے تحت تو انسان سے زیادہ ناکام زندگی کسی کی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسرا جہاں جو بنایا ہے۔ اس میں جا کے ان خواہشات کی تکمیل ہوگی۔

بشرطیکہ انسان صاف ستھرا ہو کے اس دنیا سے جائے۔ اس میں کفر و شرک کی نجاست نہ ہو۔ فسق و فجور کی پالیدی نہ ہو۔ صاف ستھرا ہو کے انسان جائے تو یہ سارے کے سارے مقاصد جو انسان کی فطرت کی آواز ہیں اور انسان کی فطرت کی طلب ہیں۔ یہ سارے کے سارے مقاصد وہاں پورے ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس طریق کو اختیار کریں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت نصیب فرمائے اور یہ ساری کی ساری خواہشات پوری ہوں۔

آمین ۰ وآخردعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

داڑھی

قبر کی کر لو تیاری — رکھ لو اب تو داڑھی
سامنا جب آقا کا ہو تو — جھکے نہ گردن شرم کے مارے
شکل نبیؐ کی جو اپنائے گا — رب کا پیارا وہ بن جائے گا
برسے گی اس پر رحمت باری — رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
جس نے نبی کے دل کو دکھایا — اللہ کو گویا اس نے ستایا
حشر میں ہو گی اس کی خواری — رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
خدارا! داڑھی اب نہ منڈانا — اپنے نبی کا دل نہ دکھانا
نعمت ان کی ہے یہ پیاری — رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
قبر میں جب کل تم جاؤ گے — آقا کو کیا منہ دکھلاؤ گے
عقل میں آئی بات تمہاری — رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
جس نے سنت کو اپنایا — اس نے بڑا نفع کمایا
شفاعت کریں گے نبی تمہاری — رکھ لو بھائی اب تو داڑھی

(ریحان زیب کوئٹہ)

مناقب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ!

مولانا محمد منظور نعمانی!

حضرت حارث بن صمۃ انصاریؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ غزوۂ احد کے دن جبکہ رسول اللہ a گھاٹی میں تھے۔آپ a نے مجھ سے دریافت فرمایا:''کیا تم نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو دیکھا ہے؟''میں نے عرض کیا''ہاں، یارسول اللہ a میں نے ان کو دیکھا ہے۔پہاڑ کے سیاہ پتھروں والے حصے کی طرف اور ان پر حملہ کر رہی تھی مشرکین کی ایک جماعت۔تو میں نے ارادہ کیا ان کے پاس جانے کا تاکہ میں ان کو بچاؤں کہ اسی وقت میری نگاہ آپ a پر پڑی۔تو میں آپؐ کی طرف چلا آیا۔''

رسول اللہ a نے فرمایا:''معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کے فرشتے عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ ہو کر جنگ کر رہے ہیں۔''(حارثؓ کہتے ہیں) حضور a سے یہ بات سننے کے بعد میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی طرف لوٹ آیا۔تو میں نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ سات مشرکوں کی لاشیں ان کے پاس پڑی تھیں۔تو میں نے ان سے کہا:''کامیاب اور فتح یاب رہیں، تمہارے ہاتھ، کیا ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟''

انہوں نے کہا کہ''یہ ارطاۃ بن عبد شرجیل اور یہ دو، ان کو تو میں نے قتل کیا ہے۔باقی یہ چار میں نے نہیں دیکھا کہ ان کو کس نے قتل کیا۔''(ان کا یہ جواب سن کر) میں نے کہا''صادق ہیں اللہ اور اس کے رسول a۔''

(روایت کیا اس کو ابن مندہ نے اپنے''مسند''میں، اور طبرانی نے''معجم کبیر''میں اور ابونعیم نے حلیہ میں۔)

تشریح: حدیث کا مطلب صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ غزوۂ احد کے بارے میں مختصراً کچھ ذکر کر دیا جائے۔

غزوۂ بدر جو رمضان المبارک ۲ھ میں ہوا تھا، اس میں مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے اور سامان جنگ نہ ہونے کے برابر تھا۔کیونکہ مدینہ سے کسی باقاعدہ جنگ کے ارادہ سے چلے ہی نہ تھے۔اس لئے جو سامان جنگ ساتھ لے سکتے تھے، وہ بھی ساتھ نہیں تھا اور مکہ کے مشرکین کے لشکر کی تعداد تین گنی سے بھی زیادہ یعنی ایک ہزار تھی۔وہ جنگ ہی کے ارادہ سے پورے سامان جنگ سے لیس ہو کر آئے تھے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاص غیبی مدد سے مسلمانوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی۔مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں سے قتل ہو کر مشرکین مکہ میں سے ستر جہنم رسید ہوئے جن میں ابوجہل اور اس جیسے کئی دوسرے قریشی سردار بھی تھے اور ستر کو قیدی بنا لیا گیا۔

باقی سب نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔جنگ کے اس نتیجہ نے مکہ کے خاص کر ان مشرکوں میں جو جنگ میں شریک نہیں تھے، مسلمانوں کے خلاف سخت غیظ وغضب کی آگ بھڑکا دی اور انہوں نے طے کیا کہ ہمیں اس کا انتقام لینا ہے اور پوری تیاری کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو نیست ونابود کر دینا ہے۔چنانچہ پورے ایک سال تک ان لوگوں نے تیاری کی اور واقعہ بدر کے ٹھیک ایک سال بعد شوال ۳ ہجری میں تین ہزار کا لشکر ابوسفیان کی

قیادت میں مسلمانوں کو ختم کر دینے کے ناپاک ارادہ کے ساتھ روانہ ہوا اور منزلیں طے کرتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچ گیا۔ رسول اللہ a جاں نثار صحابہ کو ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے تشریف لائے۔ آپ a کے ساتھ مجاہدین کی تعداد صرف سات سو تھی۔

مدینہ کی آبادی سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر احد پہاڑ ہے۔ اس کے دامن میں ایک وسیع میدان ہے۔ آپ a نے وہیں صحابہ کرامؓ کے لشکر کو اس طرح صف آراء کیا کہ احد پہاڑ ان کی پشت پر تھا۔ جس کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ دشمن پیچھے سے حملہ نہیں کر سکے گا۔ لیکن پہاڑ میں ایک درّہ ایسا تھا کہ دشمن اس درّہ سے آ کر پیچھے سے حملہ کر سکتا تھا۔ اس کے لئے آپ a نے یہ انتظام فرمادیا کہ پچاس تیراندازوں کی ایک جماعت کو درّہ کے قریب کی ایک پہاڑی پر متعین کیا اور عبداللہ بن جبیرؓ کو (جو تیراندازی میں خود بھی مہارت رکھتے تھے) اس دستہ کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ ”وہ اسی جگہ رہیں۔“ آپ a کا مقصد یہ تھا کہ دشمن لشکر اس درّہ کی طرف آ کر حملہ نہ کر سکے۔

جنگ شروع ہوئی۔ پہلے ہی مرحلہ میں مسلمان مجاہدین نے ایسے زور کا حملہ کیا کہ دشمن لشکر (جس کی تعداد چار گنا سے زیادہ تھی) کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ یہاں تک کہ مجاہدین نے سمجھ لیا کہ جنگ ہماری فتح پر ختم ہو گئی اور وہ دشمن کا چھوڑا ہوا مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ درّہ پر متعین کی ہوئی تیراندازوں کی جماعت نے جب یہ حال دیکھا تو ان میں سے بھی بہت سے مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لئے پہاڑی سے نیچے اتر کر میدان کی طرف آنے لگے۔ ان کے امیر عبداللہ بن جبیرؓ نے ان کو روکنا چاہا اور یاد دلایا کہ حضور a نے ہدایت فرمائی تھی کہ ”تم کو ہر حال میں یہیں رہنا ہے۔“

انہوں نے کہا کہ یہ حکم تو اس وقت تک کے لئے تھا جب تک کہ جنگ جاری ہو۔ مگر جب کہ جنگ ختم ہو گئی اور دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ تو ہم یہاں کیوں رہیں؟ الغرض ان لوگوں نے اپنے امیر کی بات نہیں مانی اور پہاڑی سے نیچے اتر کر یہ مال غنیمت سمیٹنے میں لگ گئے۔ مگر دستہ کے امیر عبداللہ بن جبیرؓ اور چند ساتھی حضور a کی ہدایت کے مطابق پہاڑی پر ہی رہے۔

خالد بن ولیدؓ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، مشرکین کے ایک دستہ کو ساتھ لے کر اس درّہ کی طرف سے آ گئے۔ عبداللہ بن جبیرؓ اور ان کے چند ساتھیوں نے جو پہاڑی پر تھے، روکنا چاہا۔ لیکن وہ نہیں روک سکے اور سب کے سب شہید ہو گئے۔ خالد بن ولیدؓ نے اپنے دستہ کے ساتھ درّہ میں آ کر پیچھے سے اچانک مسلمانوں پر ایسے وقت میں حملہ کر دیا۔ جب وہ لوگ غلطی سے جنگ ختم سمجھ چکے تھے۔ اس حملہ نے مسلمانوں کو حواس باختہ کر دیا اور وہ جم کر اور منظم ہو کر اس حملہ کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ ان میں افراتفری کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ متعدد جلیل القدر صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔ حتیٰ کہ خود حضور a بھی شدید طور پر زخمی ہو گئے۔ (اس صورت حال کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔)

پھر اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد نے پانسہ پلٹا۔ صحابہ کرامؓ جو منتشر ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کی خبر نہ

تھی۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ حضور a بفضلہٖ تعالیٰ زندہ سلامت ہیں، پھر منظم ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد سے پھر دشمن کو شکست دی۔

مندرجہ بالا حارث بن صمہؓ کی اس حدیث کا تعلق بظاہر اسی مرحلے سے ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ a پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا یہ حال منکشف کیا گیا۔ وہ مشرکین سے جنگ کر رہے ہیں اور اللہ کے فرشتے ان کے ساتھ شریک جنگ ہیں اور ان کی مدد کر رہے ہیں۔ آپ a نے اسی بناء پر حارث بن صمہؓ کو عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بارے میں دریافت کیا اور انہوں نے جواب دیا جو حدیث میں مذکور ہوا۔ ان کا جواب سن کر حضور a نے فرمایا:

”اما ان الملائكة تقاتل معه“ ﴿معلوم ہونا چاہئے کہ فرشتے ان کے ساتھ ہوکر جنگ کر رہے ہیں۔﴾

حضور a سے یہ سننے کے بعد حارث بن صمہؓ پھر وہاں پہنچے۔ جہاں انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اس حال میں دیکھا تھا کہ مشرکین کی ایک جماعت ان پر حملہ کر رہی تھی۔ تو انہوں نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ سات مشرکوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے انہوں نے دریافت کیا۔ ان سب کو تم نے ہی جہنم رسید کیا ہے؟ تو انہوں نے سات میں سے تین کے بارے میں کہا کہ ”ان کو تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں نے ہی قتل کیا ہے۔ باقی چار کے متعلق مجھے نہیں معلوم کہ کس نے قتل کیا۔“ ان کا یہ جواب سن کر حارث بن صمہؓ کہہ اٹھے کہ: ”صدق الله ورسوله“ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ a نے جو فرمایا تھا کہ ”عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ساتھ ہوکر فرشتے جنگ کر رہے ہیں۔ ان کو میں نے آنکھوں سے دیکھ لیا اور میرا ایمان تازہ ہوگیا۔“

اس حدیث سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی یہ خصوصیت معلوم ہوئی کہ وہ جنگ احد کے خاص آزمائشی وقت میں بھی استقامت کے ساتھ مشرکین سے جنگ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے جنگ میں ان کی مدد کر رہے تھے۔ بلاشبہ یہ واقعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے خاص فضائل میں سے ہے۔ نیز حضور a نے ان کے بارے میں جو فرمایا تھا کہ ”فرشتے جنگ میں ان کی مدد کر رہے ہیں۔“ یقیناً یہ حضور a کا معجزہ تھا۔

”عن ابراهيم بن سعد قال: بلغني ان عبدالرحمن بن عوف جرح يوم احد احدىٰ وعشرين جراحة وجرح في رجله وكان يعرج منها (رواه ابو نعيم وابن عساكر)“ ﴿ابراہیم بن سعد (تابعی) سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو غزوہ احد میں (تیروں اور تلواروں کے) اکیس زخم آئے تھے۔ ان کا پاؤں بھی زخمی ہوگیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ (ابونعیم، ابن عساکر)﴾

تشریح: معلوم ہے کہ رسول اللہ a اس غزوۂ احد میں شدید طور پر زخمی ہوئے تھے۔ بلاشبہ بڑے خوش نصیب اور بلند مرتبہ ہیں وہ سب حضرات جو اس غزوہ میں شہید یا شدید زخمی ہوئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی انہی خوش نصیبوں میں سے ہیں۔

”عن ام سلمة، قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول لازواجه: ان الذي يحثو

علیکن بعدی ھو الصادق الباد، اللھم اسق عبدالرحمن بن عوف من سلسبیل الجنۃ (رواہ احمد) ’’﴿ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ a سے، آپ a اپنی ازواج سے فرماتے تھے کہ جو شخص میرے بعد اپنی دولت سے تمہاری بھرپور خدمت کرے گا، وہ ہے صادق الایمان اور صاحب احسان بندہ، اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جنت کے سلسبیل سے سیراب فرما۔﴾

تشریح: حضرت ام سلمہؓ کی اس حدیث میں ’’سلسبیل‘‘ کا لفظ آیا ہے۔ وہ جنت کا ایک خاص اور نفیس ترین چشمہ ہے۔ قرآن مجید سورۂ دہر میں فرمایا گیا ہے: ’’عینا فیھا تسمیٰ سلسبیلا‘‘ چونکہ رسول اللہ a نے ارشاد فرمایا تھا کہ: ’’انبیاء علیہم السلام کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی، وہ جو کچھ چھوڑیں وہ فی سبیل اللہ صدقہ ہے۔‘‘ اس لئے فطری طور پر ازواج مطہرات کے لئے ازراہ بشریت یہ فکر وتشویش کی بات ہو سکتی تھی کہ حضور a کے بعد ہمارا گزارہ کس طرح اور کہاں ہوگا؟ رسول اللہ a نے ان کو مطمئن کرنے کے لئے فرمایا کہ ’’اللہ کا ایک صادق الایمان بندہ جس کی فطرت میں اللہ نے احسان کی صفت خاص رکھی ہے، تمہاری بھرپور خدمت کرے گا۔‘‘

آگے آپ a نے دعائیہ کلمہ میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام لے کر متعین بھی فرمادیا کہ وہ کون ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ پیش گوئی حضور a کا ایک معجزہ تھا۔ جامع ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے صاحبزادے ابوسلمہؒ سے (جو اکابر تابعین میں سے ہیں) فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے والد عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جنت کے خاص چشمہ ’’سلسبیل‘‘ سے سیراب فرمائے۔ آگے اسی روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنا ایک ایسا قیمتی باغ ازواج مطہرات کی خدمت میں لوجہ اللہ پیش کر دیا تھا۔ جو بعد میں چالیس ہزار میں فروخت ہوا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ چار لاکھ میں فروخت ہوا تھا۔ بعض شارحینؒ نے ان دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح کی ہے کہ ’’چالیس ہزار‘‘ سے مراد چالیس ہزار دینار ہیں اور ’’چار لاکھ‘‘ سے مراد چار لاکھ درہم ہیں۔ (عہد نبوی میں درہم ودینار کا یہی تناسب تھا۔)

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور مولانا محمد اسحق مبلغ عالمی مجلس کراچی کے والد گرامی کا ۱۴؍دسمبر ۲۰۱۲ء رات ساڑھے بارہ بجے لودھراں میں انتقال ہوگیا۔ ۱۴؍دسمبر دن اڑھائی بجے مدرسہ سراج العلوم عیدگاہ لودھراں میں حضرت مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی نے جنازہ پڑھایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، مولانا محمد زبیر صدیقی، مولانا مفتی محمد ظفر اقبال، حافظ محمد انس، مولانا محمد میاں، مولانا اللہ بخش ملکانوی اور ان کے علاوہ بہت ہی کثیر تعداد میں علاقہ بھر کے علماء، طلباء اور مدرسین نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ ادارہ لولاک مولانا حضرت محمد اعجاز مصطفیٰ اور مولانا محمد اسحق صاحب سے تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ حق تعالیٰ حضرت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر وجمیل نصیب ہو۔

رجوع الی اللہ!

مولانا محمد طارق نعمان!

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ خداوند قدوس کی رحمت اپنے بندوں کے انتظار میں ہے کہ کس وقت اس کا بھولا ہوا بندہ واپس آئے گا۔ جس طرح ماں اپنے بچے کا پورا دن انتظار کرتی ہے اور بچے کا راستہ تکتی رہتی ہے۔ یہ ماں کا حال ہے اور اللہ پاک تو ستر ماؤں سے زیادہ اپنے بندے سے پیار کرتے ہیں۔ اس لیے ہر بندے کو چاہیے کے وہ اپنے رب کو راضی کر لے۔ آج کا مسلمان گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے اور رب نے بھی اپنے بندے کے گناہوں پہ پردہ ڈالا ہوا ہے اور موقع پہ موقع دیے ہوئے ہے کہ میرا بندہ ایک نہ ایک دن میرے دروازے پہ دستک دے گا۔ کیونکہ اللہ پاک کی صفت غفور الرحیم بھی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس کی رحمت سے اس دنیا میں ہی فائدہ اٹھائیں اور اپنی آخرت کو سنواریں۔ توبہ استغفار سے ہی دلوں کو سکون ملے گا۔ توبہ کی تین شرطیں ہیں:

۱......گناہ چھوڑنا۔ ۲......معصیت پر ندامت۔ ۳......آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم۔

توبہ کے ارکان میں سے سب سے بڑا رکن ندامت ہے۔ اس لیے اپنے کیئے پہ ندامت بہت بڑی بات ہے۔ اللہ پاک سے ہمیشہ عافیت کا سوال کرنا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب میرا بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے۔ میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں اس کے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔

بندے کو کبھی بھی رب کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے کہ اگر رب کی صفات میں قہار اور جبار ہے تو اس کی صفات میں غفار، تواب اور ستار بھی ہے۔ کیا ہمارے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور بھر از مانہ نہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر بارش نہیں ہو رہی تھی اور قحط سالی کا دور چل رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی اثناء میں اپنی قوم کو لے کر میدان میں چلے گئے اور رب سے گریہ وزاری کرنا شروع کی۔ اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ! تیرے لشکر وقوم میں ایسا شخص ہے جو میرا نافرمان ہے۔ جب تک وہ توبہ نہیں کرے گا اور تیرے لشکر میں موجود رہے گا تو میں بارش نہیں برساؤں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا کہ اگر ایسا شخص ہے تو وہ فوراً نکل جائے۔ تھوڑی دیر بعد بارش شروع ہوگئی۔ لیکن کوئی بندہ باہر نہیں نکلا۔ موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے فرمایا کہ اے میرے اللہ! بارش تو نے برسادی اب یہ بتا دیجیے کہ وہ شخص کون ہے؟۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میرے بندے نے اس انداز سے صدق دل کے ساتھ توبہ کی کہ میں نے تمام لوگوں کے گناہ اس کے گناہوں کے ساتھ معاف فرما دیئے۔ اے موسیٰ! وہ بندہ اتنا عرصہ میری نافرمانی کرتا رہا۔ میں نے اس وقت کسی کو نہیں بتایا۔ آج

تو اس نے توبہ کر کے مجھے راضی کر لیا۔ اب کیوں بتاؤں؟۔

وہی رب آج بھی موجود ہے اور آج بھی ویسے ہی حالات ہیں۔ ہر بندہ پریشان ہے۔ لہٰذا ہر کلمہ پڑھنے والے مسلمان کو چاہیے کہ اپنے گناہوں پہ رب کریم سے صدق دل کے ساتھ معافی مانگے۔ پروردگار غفور الرحیم ہے۔ صرف اس کے در پے جانے کی دیر ہے۔ وہ بخشش کے دریا بہا دے گا۔

حضرت سماکؒ سے روایت ہے کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ نے خطبہ دیا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے اپنی زاد راہ اور مشکیزہ اونٹ پر لادے اور پھر چل دے۔ یہاں تک کہ کسی جنگل کی زمین میں آئے اور اسے دوپہر کی نیند گھیر لے۔ وہ اونٹ سے اتر کر ایک درخت کے نیچے سو جائے اور اس کا اونٹ کسی طرف چلا جائے۔ وہ بیدار ہو کر کسی ٹیلے پر چڑھ کر دیکھے۔ لیکن اسے کچھ بھی نظر نہ آئے۔ پھر وہ دوسری مرتبہ ٹیلے پر چڑھے۔ لیکن اسے پھر بھی کوئی دکھائی نہ دے۔ پھر تیسری مرتبہ ٹیلہ پر چڑھے۔ لیکن اسے پھر بھی دکھائی نہ دے۔ پھر واپس اسی جگہ آ جائے جہاں سویا ہوا تھا۔ وہاں پریشان بیٹھا ہو کہ اچانک وہیں پر اونٹ چلتے چلتے پہنچ جائے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی مہار آ کر اس آدمی کے ہاتھ میں رکھ دے۔ وہ بندہ کتنا خوش ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ پر اس آدمی کی اس وقت کی خوشی سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اس کے عرش سے ہر وقت فرش پہ ایک آواز گونجتی ہے کہ ہے کوئی معافی مانگنے والا؟۔ ہے کوئی گناہوں پہ نادم ہونے والا؟۔ آج ہمیں توبہ کے لیے اپنی جھولیوں کو پھیلانا ہوگا اور ہمیشہ کے لیے رب کی مان کر چلنا ہوگا۔ رحمت خداوندی سے ناامیدی درست نہیں:

مایوس نہ ہوں اہل زمیں اپنی خطا سے　　تقدیر بدل جاتی ہے مضطر کی دعا سے

یہ امید اسی کے لیے ہے جو اپنے کیئے پر قبل از وقت نادم و پشیمان ہو۔ ورنہ فرعون بھی ''آمنت برب موسیٰ وھارون'' کہتا رہا۔ لیکن وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ شاعر نے کیا ہی خوب منظر کشی کی ہے:

سزا دینے والا جزا دینے والا　　وہ سارے دکھوں کی دوا دینے والا
کوئی صدق دل سے معافی تو مانگے　　وہ بخشش کے دریا بہا دینے والا
جو فرعون کر لے خدائی کے دعوے　　وہ ایسوں کی ہستی مٹا دینے والا
ذرا غور کر لے تو قبروں پہ جا کر　　وہ مٹی میں ہیرے ملا دینے والا
ابوجہل کے ہاتھ میں تھے جو کنکر　　وہ ان کو بھی کلمہ پڑھا دینے والا
ابوبکرؓ و فاروقؓ کی تھی جو خواہش　　وہ پہلو میں ان کو سلا دینے والا

نبی پاک a نے فرمایا: ''الدنیا مزرعة الآخرہ'' ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو بھی اس دنیا کی کھیتی میں اچھے اعمال بوئے گا۔ کل قیامت کے دن وہی کاٹے گا۔ جس کے بدلے میں اللہ پاک جنت کا سرٹیفکیٹ دائیں ہاتھ میں اعمال نامے کی صورت میں دے گا اور فرمائے گا۔ جا میرے بندے آج کے بعد میں تجھ سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔ اللہ پاک ہم سے بھی راضی ہو جائے اور قیامت کی ہولناک سختیوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

بیدار مغز قیادت ...... مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ!

مولانا اللہ وسایا!

آج کل فقیر قومی اسمبلی ۱۹۷۴ء کی کاروائی جو قادیانی مسئلہ سے متعلق ہے۔ اس پر حوالہ جات کا کام کررہا ہے۔ تاکہ اسے جامع بنا کر عوام کے فائدہ کے لئے نافع بنایا جاسکے۔ بحمدہ تعالیٰ اس کاروائی کے مطالعہ کے دوران میں بعض ایسے ایسے مقامات سامنے آتے ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ اپنے رفقاء کو اس سے باخبر کیا جائے۔

مثلاً مرزا ناصر قادیانی پر ۱۱ روز جرح ہوئی۔ وہ سب اسمبلی کی مطبوعہ کاروائی کا حصہ ہے۔ اسی طرح اس نے ایک لکھا لکھایا اپنا محضرنامہ اسمبلی میں جمع کرایا۔ وہ اس ایشو پر ریکارڈ فائل کا حصہ تو ہے مگر چونکہ اس نے اسمبلی کی کاروائی کے دوران میں اسے پڑھا نہیں تھا۔ تو وہ اسمبلی کی مطبوعہ کاروائی کا حصہ نہیں ہے۔ جس طرح اور ہزاروں حوالہ جات و یادداشتیں جو اسمبلی کے ریکارڈ میں مختلف حضرات کی طرف سے جمع کرائی گئیں۔ وہ فائل کا حصہ ہیں۔ مگر مطبوعہ کاروائی کا وہ حصہ نہیں ہیں۔ مثلاً حضرت مولانا عبدالرحیم اشرفؒ نے قادیانی حوالہ جات پر مشتمل ایک محضرنامہ تیار کیا۔ قادیانی کتب کے فوٹو سیٹ اس میں جمع کیے۔ ممبران اسمبلی میں تقسیم کیا۔ اسمبلی کے ریکارڈ میں جمع کرایا۔ وہ تمام دستاویزات قادیانی ایشو سے متعلق فائل کا حصہ ہیں۔ لیکن اسمبلی کے اجلاس دوران پڑھے نہیں گئے۔ اس لئے وہ مطبوعہ کاروائی کا حصہ نہیں بن سکے تھے۔

اس کے مدمقابل دیکھئے کہ ہمارے مخدوم اکابر جو اسمبلی کے ممبران تھے۔ جن ۳۹ حضرات کے دستخطوں سے قرارداد اسمبلی میں پیش ہوئی۔ ان کی طرف سے ۲۰۰ سو صفحات پر مشتمل محضرنامہ بعنوان ”ملت اسلامیہ کا موقف“ قومی اسمبلی میں جمع کرایا گیا۔ وہ اسمبلی کے قادیانی ایشو سے متعلق فائل کا حصہ بنا۔ لیکن اسمبلی کے اجلاس میں کاروائی کے دوران میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے اسے مکمل پڑھا۔ وہ محضرنامہ اس کے چار ضمیمہ جات ...... ضمیمہ نمبر ۱ ...... بہاولپور عدالت کا فیصلہ ...... ضمیمہ نمبر ۲ ...... راولپنڈی عدالت کا فیصلہ ...... ضمیمہ نمبر ۳ ...... جیمس آباد عدالت کا فیصلہ ...... ضمیمہ نمبر ۴ ...... گورداسپور عدالت کا فیصلہ۔ یہ تمام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے اسمبلی میں کاروائی کے دوران ۲۹ راگست ۱۹۷۴ء ...... ۳۰ راگست کو دو دن تک مسلسل اسمبلی کے اجلاس میں ان کو پڑھا۔ جو اسمبلی کی مطبوعہ کاروائی کے ص۱۸۷۴ سے ص۲۳۴۷ تک شائع شدہ ہیں۔ گویا مطبوعہ کاروائی میں پونے پانچ صد صفحات پر مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود کا بیان شائع شدہ موجود ہے۔ جسے تھوڑے عرصہ تک ہر وہ شخص جو چاہے گا کتابی شکل میں ملاحظہ کرسکے گا۔ انشاء اللہ!

اسی طرح مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے بھی قادیانی اور لاہوری محضرناموں کے جوابات طبع کرا کر اسمبلی میں جمع کرائے جو قادیانی ایشو کی فائل کا حصہ بنے اور پھر حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے حکم پر اسے حضرت مولانا عبدالحکیم نے اسمبلی کی کاروائی کے دوران حرفاً حرفاً پڑھا۔ جو حکومتی مطبوعہ کاروائی برائے قومی

اسمبلی کے ص ۱۳۴۹ سے ص ۲۶۱۴ تک موجود ہے۔ گویا ۱۲۶۵ صفحات یہ ہیں۔

یہ تمام تفصیلات عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہمارے حضرات صرف یہ بیانات جمع کرا دیتے تو وہ صرف ریکارڈ یا فائل کا حصہ تو ضرور ہوتے۔ مگر اسمبلی کی دوران اجلاس کاروائی کا حصہ شمار نہ ہوتے۔ ان اکابر حضرات کی بیدار مغز قیادت نے یہ کیا کہ وہ:

۱...... قومی اسمبلی میں ان کو جمع کرایا۔ ۲...... تمام ممبران قومی اسمبلی کو تقسیم کئے۔

۳...... پھر قومی اسمبلی کے اجلاس میں انہیں پڑھا بھی۔ اس لئے اب وہ مطبوعہ کاروائی کا حصہ بن گئے۔

حق تعالیٰ شانہ ان تمام حضرات کی تربت پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش نازل فرمائیں۔ آمین!

انشاء اللہ العزیز! بہت جلد نظارے ہوں گے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کی راحت کا سامان ہوگا۔ حق تعالیٰ توفیق رفیق فرمائیں۔ اس وقت آپ دوست دعاؤں میں یاد رکھیں کہ حق تعالیٰ یہ کام جلدی مکمل کرادیں۔ آمین

حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کی شہادت!

سید محمد زین العابدین!

۳ ردسمبر ۲۰۱۲ء بروز پیر صبح تقریباً ۸ بجے جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کے استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیلؒ کو شہید کردیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا مفتی محمد اسماعیل شہیدؒ ولد عبدالغنیؒ جامعہ احسن العلوم کے ہی فیض یافتہ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد قندھار کے تھے۔ لیکن بعد میں ہجرت کر کے پاکستان منتقل ہوگئے تھے اور صوبہ بلوچستان کے شہر پشین میں سکونت اختیار کی۔ مفتی محمد اسماعیل صاحبؒ نے مکمل تعلیم اولیٰ سے دورہ تک جامعہ احسن العلوم میں ہی حاصل کی اور بانی جامعہ مولانا محمد زرولی خان صاحب سے سند حدیث لے کر فاضل ہوئے۔ بعد ازاں ایک سالہ تخصص فی الفقہ بھی مولانا محمد زرولی خان کی زیرنگرانی ہی کیا۔ پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں سے ۳ سالہ کورس کر کے واپس آئے تو مولانا محمد زرولی خان صاحب نے آپ کو احسن العلوم میں ہی استاذ مقرر کیا۔ ساتھ ساتھ آپ نے جامعہ یعقوبیہ کراچی میں بھی تدریس شروع فرمائی اور جامع مسجد عمر سہراب گوٹھ میں امامت وخطابت کی بھی ابتداء کی۔ چنانچہ آپ کی پوری زندگی درس وتدریس، وعظ وبیان اور امامت وخطابت سے عبارت تھی۔ غیر تعلیمی وغیر دینی سرگرمیوں سے آپ کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ آپ انتہائی لائق فائق عالم اور بے حد شریف النفس انسان تھے۔ بلکہ مدرسہ میں طلباء کے درمیان یہ مشہور تھا کہ مولانا اسماعیل صاحب کے سبق میں جو کچھ کیا جائے وہ کچھ نہیں کہتے۔ اس وقت آپ احسن العلوم میں کافیہ، مختصر المعانی، حماسہ اور مشکوٰۃ ثانی کا درس دیا کرتے تھے۔ بہت ہی مرنجاں مرنج اور صاحب فضیلت انسان تھے۔ مگر ان کو بھی کم عمری میں ہی درندگی کی بھینٹ چڑھا کر آپ کے چھ بچوں کو یتیم اور اہلیہ کو بیوہ کردیا گیا۔ اسی دن بعد نماز ظہر جامعہ احسن العلوم میں آپ کی نماز جنازہ مولانا محمد زرولی خان صاحب نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علماء، طلباء ودیگر نے شرکت کی۔ بعد ازاں جسد خاکی کو تدفین کے لئے پشین روانہ کردیا گیا۔ دعاء ہے کہ اللہ رب العزت مولاناؒ کے درجات بلند فرمائے اور ہمارے ملک کو امن وسکون کا گہوارہ بنائے۔ آمین!

حضرت مولانا سید مظفر الحق ندویؒ!

سید محمد زین العابدین!

۱۱ر نومبر ۲۰۱۲ء کو ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلس شوریٰ و نظامت کے رکن رکین، حلیم مسلم انٹر کالج کانپور انڈیا کے منیجر، جامعہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فاضل، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے متخصص اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے معتمد خاص حضرت مولانا مظفر الحق ندویؒ انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا مظفر الحق ندوی علم وادب اور ملی خدمات کے آسمان پر اُن اَن گنت ستاروں میں سے ایک تھے کہ جن کی روشنی کی کرنیں سب کے لئے ضو فشاں ہوتی ہیں۔ مگر ان کے نام سے کوئی واقف نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ گوشہ تنہائی میں اپنا کام خاموشی سے کئے جاتے ہیں۔ ان کی تنہائی اور گمنامی ان کے کام کی لگن، محنت اور افادیت میں کمی نہیں اضافہ کرتی ہے۔ نام ونمود سے دور رہ کر ان کی مخلصانہ کاوشیں رہتی دنیا تک لوگوں کو سیراب کرتی ہیں۔ لیکن ان کا دنیا سے اٹھ جانا کسی کو معلوم نہیں ہوتا: کس کو خبر کہ چھوٹ گیا کارواں سے کون؟

مولانا مظفر الحق ندویؒ کچھ ایسی ہی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ متحدہ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی مدارس میں حاصل کر کے جامعہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے اور ۱۹۶۱ء میں یہیں سے فاتحہ فراغ پڑھا اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ سے خصوصی شرف تلمذ حاصل کیا۔ پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دو سالہ کورس مکمل کر کے واپس ہندوستان تشریف لائے۔

عملی زندگی کا آغاز حلیم مسلم انٹر کالج کانپور سے کیا اور وہاں کے منیجر مقرر ہوئے۔ ساتھ ساتھ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس شوریٰ ومجلس نظامت دونوں کے رکن بھی نامزد ہوئے اور بھرپور انداز میں جامعہ کے سالانہ جلسوں میں شرکت کیا کرتے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے ساتھ ان کے دعوتی، ملی، تعلیمی اور اصلاحی کاموں میں بھی آپ کا بیشتر وقت گزرا کرتا۔ مولانا ابوالحسن ندویؒ کی وفات کے بعد بھی مولانا مرحوم کے بیشتر اوقات انہی دینی خدمات میں گزرتے تھے۔ بڑے ملنسار، متواضع اور خاموش طبیعت کے حامل، شہرت سے کوسوں دور، تعلیمی معاملات کا تجربہ رکھنے والے دور اندیش شخص تھے۔ افسوس کہ اب دنیا ایسے باصلاحیت اور مخلص لوگوں سے خالی ہوتی جارہی ہے۔

حضرت مولاناؒ کی وفات کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ایک تعزیتی جلسہ ناظم جامعہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں نائب ناظم مفتی محمد ظہور ندوی، معتمد تعلیم مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی وغیرہ اساتذہ وطلباء شریک ہوئے۔ جس میں مولاناؒ کے لئے ایصال ثواب اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولاناؒ کی مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

قاری محمد یعقوب نقشبندی کا وصال!

محمد عبدالرحمن جامی!

قاری محمد یعقوب نقشبندی ۲۵؍اکتوبر ۲۰۱۲ء کو رحلت فرماگئے۔ مرحوم کی عمر ۷۲ سال تھی۔ مرحوم نے ایک بیوہ، پانچ بیٹے اور سات بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ قاری محمد یعقوب نقشبندی ۱۹۴۰ء میں ولی کامل حافظ محمد موسیٰ نقشبندی جلالپوریؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ تقریباً ۸ سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ مکمل کر لیا۔ ۱۹۵۶ء میں والد ماجد کے انتقال کے بعد دوسرے مدارس میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔

حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب نقشبندیؒ کے مرید خاص غلام دستگیرؒ انہیں اپنے بڑے بھائی قاری محمد اسماعیل نقشبندی کے ہمراہ استاذ القراء جناب قاری عبدالوہاب مکی ابن عوف کی خدمت میں لاہور لے گئے۔ قاری مکی صاحب قیام پاکستان کے زمانہ میں بغرض تجارت ہند میں قیام پذیر تھے۔ پاکستان بننے کے بعد خیر پور میرس، کراچی کے بعد لاہور کو اپنا مسکن بنا کر علم تجوید وقرأت کی اشاعت کو اپنا فریضہ بنالیا تھا۔ ان کے ہاں قاری محمد یعقوب نے ۸ سال کے عرصہ میں قرأت کا نصاب مکمل کر لیا۔ علم تجوید وقرأت کی تکمیل کے بعد دونوں بھائی جامعہ موسویہ پرانا شجاع آباد روڈ پر بلال چوک ملتان میں تعلیم دینے لگے۔ قاری محمد اسماعیل نقشبندی نے جامعہ موسویہ کا اہتمام سنبھالا اور قاری محمد یعقوب نقشبندی مدرس قرار پائے۔ انہی ایام میں جلالپور پیروالا میں مدرسہ عربیہ نقشبندیہ موسویہ میں ویرانی دیکھ کر ہمارے بزرگوں نے حضرت حاجی قاری محمد اسماعیل صاحب نقشبندی سے منت سماجت کر کے مدرسہ کے انتظام وآبادی کو قائم رکھنے کے لئے قاری صاحب کو جلالپور لے آئے۔ قاری صاحب نے یہاں پر حافظ محمد صدیق کے ہمراہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمادیا۔ جو تازندگی قائم رہا۔ انہی ایام میں ملتان شہر میں محکمہ اوقاف کی طرف سے محافل حسن قرأت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ملتان میں ہونے والی محافل میں ان کی حاضری لازمی ہوتی۔ کبھی کبھار حضرت الاستاذ شیخ عبدالوہاب المکی بھی تشریف لاتے۔ اکثر وبیشتر قلعہ کہنہ قاسم باغ یا نواں شہر کے قریب پلاٹ میں ہوتی تھیں۔ جب ملتان میں ریڈیو پاکستان ملتان کا قیام عمل میں لایا گیا۔ قرأت کا مقابلہ ہوا۔ قاری محمد یعقوب نقشبندی اول قرار پائے اور پی بی سی سے منسلک ہوگئے۔

یہ زمانہ ۱۹۷۰ء کا تھا۔ تقریباً دس سال ریڈیو پاکستان ملتان پر کلام مجید کی تلاوت کی۔ پھر آپ کا تبادلہ ریڈیو پاکستان بہاولپور کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن نے حسن قرأت کے سالانہ مقابلوں کا اہتمام شروع کیا اور قرأت کے مقابلوں میں شرکت کرتے رہے اور اپنے اعزاز کا دفاع کرتے رہے۔ بھارت میں حسن قرأت کا عالمی مقابلہ ہوا جس میں پاکستان کی نمائندگی کی اور تیسرا عالمی انعام حاصل کیا جو پاکستان کے لئے ایک بڑا اعزاز تھا۔

بھارت کے دورہ سے واپسی پر ریڈیو پاکستان بہاولپور نے ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ جس میں قاری

محمد یعقوب نقشبندی نے اپنے دورہ کی تفصیل سناتے ہوئے کہا کہ یہ مقابلہ نئی دہلی کے سرکاری ہال وگیان بھاون میں منعقد ہوا۔ اس مقابلے میں پاکستان کی نمائندگی کے لئے قاری صاحب کے علاوہ قاری عبدالجبار پشاور کو منتخب کیا گیا۔ اس مقابلہ میں تیرہ اسلامی ممالک نے حصہ لیا۔ یہ مقابلہ دو راتیں جاری رہا جس میں ۲۶ قراء نے حصہ لیا۔ دوسری شب تقسیم انعامات میں مہمان خصوصی بھارت کے نائب صدر مسٹر ہدایت اللہ تھے۔ ججوں کے پینل کے مطابق شام کے قاری اول، ترکی کے قاری دوئم اور لیبیا، پاکستان کے قراء حضرات سوئم رہے اور مساوی نمبر حاصل کئے۔

اوّل آنے والے قاری کو بھارتی سکہ کے مطابق ۱۵ ہزار روپے۔ اور دوم آنے والے کو ۱۰ ہزار روپے انعام معہ توصیفی سند دیا گیا۔ تیسرے نمبر پر آنے والے قراء حضرات کی تعداد جب دو ہوگئی۔ تو صدر تقریب نے جو ایک خاتون وزیر تھی۔ اس نے اعلان کیا کہ پانچ ہزار کی انعام کی رقم دونوں قراء کو یعنی پاکستان اور لیبیا کے قراء کو نصف نصف نہیں کریں گی۔ بلکہ جیب سے دوسرے قاری کو پانچ ہزار روپے انعام دیں گی۔ لیکن تقسیم انعام کے وقت تقریب کے مہمان نائب صدر مسٹر ہدایت اللہ نے یہ اعلان کیا کہ حکومت خود دونوں قراء کو انعام دے گی جس کا سامعین نے پر جوش خیر مقدم کیا۔ قاری صاحب نے بتایا کہ اس مقابلے میں بھارتی مسلمانوں نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ شرکاء گرمجوشی سے معانقہ کرتے ہوئے مبارکباد پیش کرتے رہے۔ اسی طرح قاری محمد یعقوب نقشبندی نے قومی اور بین الاقوامی حسن قرأت کے مقابلوں میں حصہ لیا اور کامیابیاں حاصل کی۔ ایرانی انقلاب کی پہلی سالگرہ پر پاکستانی وفد کے ہمراہ ایران بھی تشریف لے گئے۔

اللہ کے فضل وکرم سے متعدد بار حج کی سعادت حاصل کی اور بے شمار عمرے کئے۔ جامع مسجد نقشبندی موسوی کے سنگ بنیاد کے لئے حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستیؒ کو دعوت دی۔ شیخ درخواستیؒ تشریف لائے توراتکو دو بجے سنگ بنیاد رکھا۔ جو ان کی یادگار ہے۔

قاری صاحب حضرت شیخ مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے بیعت ہو کر سلوک کے اسباق پڑھے۔ پھر ان کی وفات کے بعد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس خان محمد صاحبؒ خانقاہ کندیاں شریف سے تجدید بیعت کرلی تھی۔ حق تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔ آمین!

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد حسنؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا!

شاہ پور چاکر ضلع سانگھڑ کے نامور بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد حسن صاحب نوابشاہ ہسپتال میں وصال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا محمد حسن صاحب اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ سرزمین سندھ کے لئے آپ کا وجود اللہ رب العزت کا خصوصی انعام تھا۔ آپ نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، شیخ طریقت حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ سے تصوف کی تکمیل کی۔ دونوں بزرگوں کے آپ محبوب نظر تھے۔ دونوں اکابرین نے آپ کو خلافت سے سرفراز کیا۔ زندگی بھر آپ سے خلق خدا نے فیض حاصل کیا۔ بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے رہنما تھے۔ اخلاص اکابر کا نمونہ تھے۔ آپ میں کسر نفسی وللّٰہیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ حضرت ہالیجویؒ، حضرت امروٹیؒ، حضرت پیر شریفؒ والوں کے بعد آپ کا وجود اسلامیان سندھ اور یاران طریقت کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھا۔ ہمارے مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں جب سانگھڑ کے دورہ پر تشریف لے جاتے تو حضرت مولانا محمد حسن صاحب، حضرت قبلہؒ کے تشریف لانے پر شگفتہ ہوجاتے۔ اکابر کی روایات کے امین تھے۔ حق تعالیٰ نے سنت کی پابندی اور بدعت سے نفرت کو آپ کی طبیعت ثانیہ بنادیا تھا۔

۱۰؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو وصال ہوا۔ ۱۱؍دسمبر صبح ۹؍بجے جنازہ ہوا۔ حضرت مولانا مفتی عبدالحیٔ صاحب آف ٹنڈو آدم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حق تعالیٰ نے ان سے بہت کام لیا۔ ان کا وصال موت العالم موت العالم کا مصداق ہے۔ حق تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آپ کے درجات بلند ہوں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مرحوم کے وصال کے صدمہ پر ان کے پسماندگان سے تعزیت مسنونہ عرض کرتی ہے۔

مناظر ختم نبوت مولانا محمد ابراہیم صاحب کا وصال

واسوز د منڈی بہاء الدین کے مکین حضرت مولانا محمد ابراہیم ۸؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو صبح ۳ بجے وصال فرماگئے۔ انــاللہ وانا الیه راجعون! مولانا محمد ابراہیم صاحب بہت ہی منکسر المزاج عالم تھے۔ آپ سراپا علم تھے۔ آپ کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف علم تھا۔ کتب بینی ومطالعہ کے دلدادہ تھے۔ بھاری بھرکم لائبریری بنا رکھی تھی۔ جس میں قادیانیت ورد قادنیت کی کتب کا ذخیرہ نسبتاً زیادہ تھا۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب کا بنیادی طور پر تعلق اشاعت التوحید والسنۃ سے تھا۔ آپ کے اشاعتی بزرگوں سے مثالی تعلقات تھے۔ آپ نے رد قادیانیت کا کورس مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر اور فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات سے کیا تھا۔ زندگی بھر ان بزرگ اساتذہ کے علوم کے خزانے لٹاتے رہے۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اپنے ادارہ جامعہ عربیہ میں ان کی رد قادیانیت پر تخصیص کرانے کے لئے خدمات حاصل کیں۔ چند سال پہلے تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور خوب چلا۔ اس کے بعد پھر گاؤں تشریف لے گئے۔ البتہ ہر سال رد قادیانیت کے سالانہ پندرہ روزہ کورس پڑھانے کے لئے حضرت مولانا چنیوٹی مرحوم کے ادارہ میں

تشریف لاتے رہے۔ جب بھی حضرت تشریف لاتے معلوم ہونے پر جناب مگر مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی میں ملاقات کے لئے ضرور تشریف لاتے۔ یہ ان کی دوست پروری تھی۔ فقیر راقم جب کبھی منڈی بہاءالدین کا سفر کرتا مولانا سے ملاقات ہونا لازمی امر تھا۔ لیکن ان کی غریب پروری کہ اکثر خود تشریف لاتے۔ محبتوں سے سرفراز فرمانے جب بھی ملاقات ہوتی، کسی نہ کسی مسئلہ پر ضرور تبادلہ خیال کرتے۔ آج سے قریباً چھ ماہ قبل منڈی بہاءالدین جانا ہوا۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاءالدین و گجرات نے فرمایا کہ مولانا ابراہیم صاحب کی طبیعت کچھ علیل ہے۔ عصر کا وقت تھا۔ فقیر نے عرض کیا صبح انشاءاللہ العزیز حضرت مولانا سے ملنے کے لئے جائیں گے۔ لیکن جونہی مغرب کی نماز پڑھ کر دفتر میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سٹرھی اور ساتھی کے سہارے تشریف لا رہے ہیں۔ فقیر نے آگے بڑھ کر سینہ سے لگایا۔ مولانا آبدیدہ ہوگئے، تشریف رکھتے ہی فرمایا کہ طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ خیال ہوا کہ آپ مہمان ہیں۔ ہمارے علاقے میں آئے ہیں تو طبیعت پر جبر کر کے ملاقات کے لئے آ گیا ہوں اور پھر مناظرہ ڈاور کی روئیداد سنانی شروع کی۔ روئیداد کیا تھی، آنکھوں دیکھا، دیدہ و شنیدہ حالات کے تہہ کو کھولتے گئے۔ اتنی مربوط گفتگو فرمائی کہ لطف دوبالا ہوگیا۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر کی قادیانی مناظر قاضی نذیر احمد کو چٹخنی دینے کے ایسے حالات سنائے کہ بس سماں باندھ دیا۔

پھر ’’بل رفعہ الیہ وکان عزیزاً حکیما‘‘ کے متعلق فرمایا کہ یہاں استاذ حضرت مولانا محمد حیاتؒ ایک نکتہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ وہ آپ سنادیں فقیر نے وہ عرض کیا تو دونوں ہاتھ بلند کرتے فرمایا بالکل یہی تھا یہی تھا۔ بہت ہی خوشی وانبساط کا اظہار فرمایا۔ احتساب قادیانیت کی جو جلد چھپتی اسے منگواتے، پڑھتے اور پھر دعاؤں سے نوازتے۔ کبھی کبھار تو تحریری مشوروں سے بھی ممنون احسان فرماتے۔ فقیر کی حضرت مرحوم سے یہ آخری ملاقات تھی۔ جاتے ہوئے اجازت چاہی تو دیر تک سینے سے لگائے رکھا۔ آپ کی ان اداؤں کو اب یاد کرتا ہوں تو دل میں ایک ٹیس سی اٹھتی ہے کہ مولانا کتنی محبتوں والے انسان تھے۔ ہلکا جسم، لمبوترا چہرہ، داڑھی لمبی اور ورلی، بال ریشم سے زیادہ نرم و نازک۔ مولانا گفتگو کے ماہر تھے۔ آپ کی گفتگو میں الفاظ نرم اور دلائل گرم ہوتے تھے۔ بات کرتے تو دل موہ لیتے تھے۔ خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ وہ کیا گئے کہ دل کا چمن ہی ویران ہوگیا۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔

حضرت مولانا محمد حسن عباسیؒ کا وصال!

مولانا مفتی حفیظ الرحمن!

قطب وقت، مرشد العلماء والصلحاء حضرت اقدس مولانا محمد حسن عباسی خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ وحضرت اقدس امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوریؒ بمطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء ۹۱ ربرس کی عمر میں اولاد وخدام کو غم فراق دیکر مولیٰ سے وصال فرمایا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

حضرت اقدسؒ رجب المرجب ۱۹۲۱ء حاجی محمد ہاشمؒ کے گھر گوٹھ راضی کلہوڑو تعلقہ کنڈیارو ضلع نوشہرہ فیروز میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم کی تعلیم خلیفہ غلام محمد کنڈا شریف سے حاصل فرمائی ۱۳۵۴ھ میں پرائمری تعلیم کے بعد مورو کے قریب مدرسہ مفتاح العلوم کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد کامل مہاجر مدنی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا محمد کامل کے فرزند مولانا محمد عابد مدینہ منورہ مسجد قبا کے خطیب اور حرم نبوی کے مدرس ہیں بعد میں مدرسہ انوار العلوم کنڈیارو حضرت اقدس مولانا عبدالعزیز فاضل دارالعلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت سائیں حماد اللہ ہالیجوی سے تکمیل حدیث فرمائی۔ حضرت لاہوریؒ کے مبارک ہاتھوں سے عظیم الشان جلسے کے موقعے پر ۱۱ر رجب ۱۳۷۰ھ میں دستار بندی ہوئی۔ مولانا محمد انس محراب پور مولانا نیک محمد مورو، مولانا ابوبکر ٹھر پچانی، آپ کے رفقاء وہم سبق تھے۔ بیعت اول قطب الاقطاب مرشد الموحدین حضرت حماد اللہ ہالیجوی سے ۱۳۶۱ھ میں ہوئی۔ بیعت ثانی ۱۳۷۱ھ میں امام الاولیاء حضرت لاہوریؒ سے کی۔ فرمایا کہ حضرت لاہوریؒ شاہپور چاکر میں تشریف لائے۔ بیعت کی درخواست کی تو فرمایا کہ پہلے کس سے بیعت ہو؟ عرض کیا کہ حضرت ہالیجویؒ سے بیعت ہوں۔ حضرت لاہوری نے فرمایا کہ ایک ہی بات ہے۔ ہم لاہور سے دوستوں کو واپس کرتے ہیں۔ ہمیں دوستوں کا احترام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت توجہ فرما کر دیکھیں دل میں پورا احترام ہے۔ کوئی کمی نہیں۔ حضرت نے فرمایا دوسری بیعت کیوں چاہتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے خدام الدین میں آپ کا مضمون پڑھا ہے کہ میں کاسہ گدائی لے کر کبھی امروٹ شریف تو کبھی دین پور جاتا تھا کہ اپنے مربیوں سے کچھ حاصل ہو۔ اس لئے میں بھی آپ کی سنت ادا کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسکرائے اور پھر ٹھر پچانی کے سفر میں بیعت فرمائی۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ۱۹۵۶ء کو حج پر گیا۔ روضہ اقدس کے سامنے کچھ پڑھ رہا تھا تو مراقبہ میں دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاؤں دباؤ۔ میں آپ کے پاؤں مبارک بھی دبا رہا تھا اور رو بھی رہا تھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے وضوء کرواؤ۔ میں نے وضوء کروایا۔ بچا ہوا پانی پی لیا۔ سورج کی تپش ہے۔ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ خلیفہ اولؓ نے فرمایا کہ اس کو (یعنی محمد حسن) آگے کرتے ہیں کہ مسجد بنائے۔ خلیفہ ثانیؓ نے فرمایا کہ یہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان سے پوچھتے ہیں۔ وہ صاحب نماز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ ثانیؓ نے پوچھا کہ عثمانؓ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کو آگے کریں۔ ہم سب اس کی مدد کریں گے۔ حضرت لاہوریؒ تشریف لائے

ہوئے تھے۔ان سے یہ کیفیت عرض کی تو فرمایا کہ تمہارا مدینہ منورہ میں قیام کا ارادہ لگتا ہے؟ تمہارے پیچھے گمراہی پھیل جائے گی۔ مسجدیں ویران ہو جائیں گی۔ اس کے بعد واپس آ کر یہ جگہ خرید کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو آباد فرمایا۔ ۱۹۶۱ء جون میں حضرت لاہوریؒ تشریف لائے اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضرت امروٹیؒ کی نسبت سے مسجد کا نام ''تاج المساجد'' رکھا اور حضرت کے استاذ الحدیث اور حضرت لاہوریؒ و حضرت ہالیجویؒ کے بعد حضرت کے مرشد ثالث حضرت مولانا عبدالعزیزؒ کی نسبت سے مدرسہ کا نام مفتاح العلوم عزیزیہ رکھا۔

حضرت جامع و ہمہ شخصیت کے مالک تھے۔ بندہ کو ۱۹۸۷ء سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی سفر کے دوران شاہ پور چاکر ہر سال حضرت کی خدمت میں حاضری ہوتی تھی۔ اس زمانے میں ۵۰ روپے مرکزی فنڈ میں عنایت فرماتے۔ ختم نبوت دفتر کا بورڈ اپنے کمرے میں آویزاں فرمایا اور فرمایا کہ آخرت کی نجات اور شفاعت محمدی کے لئے بورڈ لگایا ہے۔ فرمایا کہ حضرت شاہ بخاریؒ کے پوری رات پاؤں دباتا رہا۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا مولوی تھکتے نہیں ہو؟ عرض کی کہ حضرت یہ خدمت کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ کیسے نیند آئے گی؟ حضرت شاہ صاحبؒ نے پیشانی پر بوسہ دیا اور دعا فرمائی۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ میری جماعت جمعیت علماء اسلام ہے۔ میرا مرنا جینا اسی جماعت کیساتھ ہے۔ اگر کسی کو کوئی اشکال ہے تو بیٹھ کے جماعت میں ہی حل کرے۔ جماعت کو نہ چھوڑے۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن پر مکمل اعتماد اور تعریفی کلمات ادا فرماتے تھے۔ وصیت فرمائی کہ مجھے جمعیت علماء اسلام کے جھنڈے پرچم نبوی میں کفن دیا جائے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں علماء کا بہت بڑا طبقہ فیض یاب ہونے آتا تھا۔ ہر مہینے کی دوسری چاند کی شب جمعہ میں بعد نماز مغرب قادری طریقے کے مطابق ذکر آیت کریمہ کا ورد اور حالت صحت میں بیان۔ بعد نماز عشاء سالکین کے اسباق اور طالبین کو بیعت فرماتے تھے۔ کئی سالوں سے بستر علالت پر ہونے کے باوجود کوئی آدمی کسی وقت بھی محروم نہیں رہا۔ ہر ایک اپنے حال اور استطاعت کے مطابق فیض حاصل کرتا رہا اور قلبی سکون حاصل کرتا رہا۔

وفات حسرت آیات سے قریباً آٹھ دن پہلے رات کو بستر سے اٹھتے وقت ٹانگ میں تکلیف ہوئی۔ اسپتال میں داخل ہوئے۔ رپورٹ میں کوئی قابل تشویش بات سامنے نہ آئی۔ ڈاکٹروں کے مطابق ٹانگ میں زخم ہے۔ بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو جائے گا۔ علاج جاری تھا کہ پھیپھڑوں کی تکلیف کی وجہ سے فیصل میڈیکل سینٹر سے نوابشاہ سول ہسپتال آئی سی یو میں داخل ہوئے۔ حالت نسبتاً بہتر ہوئی۔ مگر منگل ۲۶ محرم الحرام کو صبح ۱۰ بجے ڈاکٹروں نے مایوسی ظاہر کی۔ خدام درود، اور کلمہ کے ورد میں مشغول ہوگئے۔ آکسیجن میں ہوتے ہوئے حضرت کا کلمہ طیبہ کا ورد جاری تھا۔ خاص طور پر اسم محمد a کو ادا کرتے وقت لب کو لب چوم رہے تھے۔ حضرت کے صاحبزادے اور دوسرے خدام آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اسی حالت میں وصال حقیقی حاصل ہوا۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ!

دوسرے دن صبح ۹ بجے جنازے کا اعلان ہوا۔ پورے پاکستان سے منجانب اللہ منتخب بندے حاضر

ہوئے۔ کچھ جنازے میت کی مغفرت کے لئے ہوتے ہیں اور کچھ شرکت کرنیوالوں کی مغفرت کا سبب بنتے ہیں یقیناً یہ جنازہ تمام شرکاء کی مغفرت کا سبب تھا۔ حضرت اقدس کی وصیت کے مطابق جسد اطہر کو پرچم نبوی سے ڈھانپ لیا گیا۔ حضرت کی خواہش کے مطابق ٹنڈو آدم کی معروف بزرگ شخصیت اور حضرت والا کے صاحبزادگان کے استاد حضرت مولانا مفتی عبدالحی صاحب بروہی شیخ الحدیث مدینۃ العلوم ٹنڈو آدم نے سسکیوں کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔ حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی مدظلہ، علالت و اعذار کے باوجود تشریف لائے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا حبیب اللہ سموں صاحب، شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم صاحب ٹھٹھوی بھی تشریف لائے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب نے جنازے نماز سے قبل پرسوز خطاب میں حضرت کی ہمہ جہت شخصیت اور مجاہدانہ کارناموں کا ذکر فرمایا۔ اس سے قبل حضرت اقدس کے صاحبزادے مولانا احمد علی صاحب نے صبح کو بعد نماز فجر درس میں حضرت کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں حاضرین کے قلوب کی تسکین فرمائی۔

۱۱ بجے کے قریب امروٹ شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹی صاحب نے حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کے مختصر مگر پراثر بیان کے بعد دعا فرمائی۔ مسجد شریف کے صحن میں حضرت سید سراج احمد امروٹی صاحب، ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب، مولانا محمد ادریس سومرو صاحب، حافظ خادم حسین شر بلوچ، مولانا سعود افضل ہالیجوی، حضرت کے مرشدزادہ مولانا صدر الدین، مولانا محمد پریل، خلیفہ مشتاق احمد، مولانا عبدالغفار مارفانی شکارپور، صاحبزادہ مولانا عبیداللہ صاحب درگاہ ہالیجی شریف، مولانا عبدالقادر و مولانا عبیداللہ شکارپور قاری مجیب الرحمان، مولانا عبدالعزیز درگاہ آف تھرپچانی، حاجی مقصود احمد و فاروق احمد درگاہ جونگل شریف، نیاز حسین لغاری، مفتی محمد حنیف لغاری، مفتی عبدالحئی صاحب بروہی، مولانا سیف الرحمان صاحب حیدرآباد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا عبدالواحد رانی پور، اور حیدرآباد، شکارپور، گھل، جیکب آباد، ٹھٹھہ، سجاول، میرپور خاص کے علماء حضرات نے حضرات صاحبزادگان حضرت مولانا احمد حسن صاحب (جو حضرت اقدس سے مجاز مسجد شریف کے امام خطیب ہیں بہت ملنسار اور علماء کا احترام کرنیوالی شخصیت ہیں) اور مولانا محمود الحسن صاحب اور مولانا عبدالستار صاحب (جو ہروقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اپنی بیماری کے باوجود حضرت اقدس کی خدمت میں کبھی کمی ہونے نہ دی۔ اللہ رب العزت اپنی طرف سے ان کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ خاص طور سے بندہ پر بیحد شفیق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی شفقت باقی رکھے۔ حضرت کے صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق اجر جزیل وصبر جمیل عطاء فرمائے) اور مولانا عبدالجبار صاحب (جو حضرت اقدس کی موجودگی میں سالکین طالبین کو سبق دیا کرتے تھے۔ حضرت کا اعتماد حاصل تھا۔ بندہ راقم کو بٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ مدرسہ اسی کے حوالے ہے۔ اللہ چلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔ عالم دین فاضل نوجوان اور حضرت اقدس کی جگہ جمعیت علماء اسلام کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ رب العزت ان کے علم وتقویٰ میں مزید ترقی عطاء فرمائے) اور مولانا احمد علی صاحب سے تعزیت کی۔

کیا F.O لادینیت کا ترجمان بن چکا ہے!

جناب انصار عباسی!

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزارت خارجہ سیکولر ہوگئی۔ اس نے تو ایسی خطرناک حدوں کو پار کرنا شروع کردیا ہے کہ جس کا نہ تو اسلام سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی آئین پاکستان سے۔ پاکستان کے ایک اہم سفارتخانہ نے حال ہی میں اسلام دشمن امریکی فلم کے تناظر میں مغرب میں رسول پاک a کی زندگی کے بارے میں دنیا کو ’’اصل حقائق‘‘ فراہم کرنے کے لئے قادیانیوں کی مدد لی۔ ایک اہم مغربی ملک نے قادیانیوں کی طرف سے منعقد کئے گئے کنونشن کے بارے میں پاکستان کے متعلقہ سفارتخانے نے باقاعدہ اس ملک میں موجود پاکستانیوں کو ای میلو کے ذریعے یہ دعوت دی کہ وہ قادیانیوں کے کنونشن میں شرکت کریں۔ قادیانیوں کو ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے۔ مگر اس کے باوجود ہمارے سفارتخانے کے دعوت نامہ میں قادیانیوں کو ’’احمدیہ مسلم جماعت‘‘ لکھا گیا۔ اس دعوت نامہ کے ذریعے یہ بھی کہا گیا کہ اس کنونشن کا مقصد اسلام دشمن امریکی فلم (Counter) کرنا ہے۔ اس پر اس ملک میں موجود مسلمانوں کے کچھ نمائندوں نے شور مچایا مگر اس سب کے باوجود گزشتہ ماہ قادیانیوں کا وہ کنونشن منعقد ہوا اور شرکت کرنے والوں کو قادیانیت کے بارے میں لٹریچر بھی دیا گیا۔ میری متعلقہ افسر سے بات ہوئی اور انہوں نے تسلیم کیا کہ ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی۔ اگرچہ بعد ازاں ان صاحب نے وہاں کے اسلامی اسکالرز اور پاکستانی مسلمانوں کے کمیونٹی لیڈرز سے بھی بات کی اور یہ باور کرایا کہ وہ ایک صحیح عقیدہ رکھنے والے مسلمان ہیں۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سفارتکار اپنے پیارے نبی a کی عظمت اور ان کے زندگی اور سنہری اصولوں کو اجاگر کرنے کے لئے غیر مسلموں کے کیوں محتاج ہوگئے ہیں۔ میں نے اس معاملہ میں پوری تحقیق کی اور متعلقہ افسر کو بھی اس حرکت پر پشیمان پایا اور خیال کیا کہ یہ سب ایک نادانستہ غلطی ہوگی۔ مگر گزشتہ ہفتے کے روز دفتر خارجہ کی طرف سے لندن میں ایم کیو ایم کے دفتر میں اسکاٹ لینڈ یارڈ پولیس کے چھاپے کے حوالے سے باقاعدہ ایک بیان جاری کیا۔ جس میں باقی باتوں کے علاوہ یہ کہا گیا کہ ایم کیو ایم نہ صرف حکومت کی اتحادی جماعت ہے۔ بلکہ سیکولر سوچ رکھنے والی ایک پارٹی ہے۔ دفتر خارجہ کو کسی پارٹی کی سیکولر سوچ کو بلا ضرورت اجاگر کرنے کی کیا ضرورت پڑی؟۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا۔ اس کا آئین اسلامی ہے۔ جو اسلام کو ریاست کا مذہب قرار دیتا ہے۔ اسی آئین کے تحت قرآن اور سنت رسول a کو ملک کے ہر قانون پر فوقیت حاصل ہوگی۔ ایک اسلامی ریاست کا دفتر خارجہ سیکولر سوچ پر کیوں فخر کرنے لگا؟۔

سیکولرازم لادینیت کا دوسرا نام ہے۔ کیونکہ ریاستی امور میں یہ دینی قوانین اور اصولوں کی مداخلت کے خلاف ہے۔ جب ہمارے دفتر خارجہ کا یہ حال ہوگا تو پھر ہمارے سفارتکار نئے نئے گل کیوں نہ کھلائیں گے؟۔ اس بیان اور ایسی حرکتوں پر دفتر خارجہ کے متعلقہ افسران کے خلاف فوری کارروائی کی جانی چاہئے۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو

پہلے ہی شراب اور مغربی طرز کی پارٹیاں منعقد کرنے کو ڈپلومیسی سمجھنے والے ہمارے دفتر خارجہ کے بابو، معلوم نہیں اپنے آپ کو روشن خیال ثابت کرنے کے لئے اور کیا کیا کر گزریں گے؟۔

خارجہ کے بعد اب داخلہ کے ایک معاملہ کا بھی ذکر ہو جائے۔ چند روز قبل بزرگ وکیل حبیب وہاب الخیری صاحب ایک نوجوان کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے اور بتایا کہ اس نوجوان نے پولیس کو درخواست دی کہ اس کے چچا نے کچھ ایسی کتابیں تحریر کیں جن میں مبینہ طور پر محمد a کی شان میں گستاخی کی گئی۔ اس بارے میں ہمارے رپورٹر نے جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ متعلقہ پولیس افسران نے آئی جی اسلام آباد کو تجویز دی کہ فوری طور پر ایک کمیٹی بنا کر اس درخواست کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ اسی دوران اسلام آباد آئی ایٹ سیکٹر کی کچھ مساجد میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا۔ نمازیوں کو یہ بتایا گیا کہ علاقہ کے ایک رہائشی نے کچھ کتابیں لکھیں۔ جن میں مبینہ طور پر محمد a کی شان میں گستاخی کی گئی۔ یہ بھی کہا گیا کہ متعلقہ تھانہ کو باقاعدہ درخواست دی جا چکی ہے اور علاقہ کے علماء حضرات نے بھی پولیس سے ملاقات کی۔ مگر وہ پرچہ درج کرنے میں دلچسپی نہیں لے رہی۔

نمازیوں سے درخواست کی کہ وہ اس معاملہ میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ تاکہ اس مسئلہ کا قانونی حل نکالا جائے۔ ورنہ دوسری صورت میں کوئی بھی شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ معاملہ چونکہ پولیس کے سامنے آچکا اور دوسری طرف علاقہ کے لوگوں اور میڈیا کو بھی اطلاعات فراہم کی جارہی ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ پولیس اس معاملہ کی سنگینی کو سمجھتے ہوئے فوری طور پر ضروری کارروائی کرے۔ اگر متعلقہ شخص کے خلاف کیس بنتا ہے تو فوری ایف آئی آر درج کی جائے۔ دوسری صورت میں اگر الزامات غلط ثابت ہوتے ہیں تو ضروری وضاحت جاری کی جائے تاکہ معاملہ ہاتھ سے نہ نکلنے پائے۔ اس معاملہ میں مغرب اور لوکل این جی او۔ ڈالر مافیا سے مرعوب ہوئے بغیر اسلام آباد پولیس اور وزارت داخلہ کو اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہئے۔

یہاں ایک اور داخلی معاملہ کا مختصراً تذکرہ ہو جائے۔ ایک قریبی عزیز کا فون آیا کہ کیا آپ نے اس ٹی وی چینل کو دیکھا جس کا نام دیسی اور تمام مواد تقریباً ولایتی ہے اور جو فحاشی و عریانی کے نئے ریکارڈ قائم کر رہا ہے۔ ان صاحب کا کہنا تھا کہ اسکے خلاف احتجاج ہونا چاہئے مگر میں سوچتا رہا کہ شاید ہماری اسلامی اور معاشرتی اقدار کی تباہی کا فیصلہ ہو چکا۔ کیونکہ فحاشی و عریانی کا یہ سارا دھندا متعلقہ حکومتی اداروں کی مرضی اور منشاء سے ہو رہا ہے اور اس برائی کے خلاف میرے کئی کالم لکھنے کے باوجود ذمہ داروں کے کانوں پہ جوں تک نہیں رینگ رہی۔ بلکہ فحاشی و عریانی کو پہلے سے زیادہ دکھایا جارہا ہے۔ گزشتہ ہفتے ایک اینکر پرسن کو بھی میڈیا کے ذریعے پھیلائی جانے والی فحاشی پر تڑپتے دیکھا۔ سپریم کورٹ میں پہلے ہی فحاشی کا مسئلہ اٹھایا جا چکا ہے۔ دوسروں سے تو کوئی امید نہیں۔ اس لئے میری چیف جسٹس صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس معاملہ کو فوری اٹھائیں تاکہ فحاشی و عریانیت کے اس حملہ کو روکا جا سکے۔ جس پر اگر فوری توجہ نہ دی گئی تو ہم تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ (بشکریہ روزنامہ جنگ ملتان ص۳، مورخہ ۱۰ ردسمبر ۲۰۱۲ء)

نوٹ: یاد رہے کہ اس متذکرہ موہن رسول پروفیسر افتخار کے خلاف علماء کے احتجاج کرنے پر پرچہ درج ہو گیا ہے اور گرفتاری بھی عمل میں لائی جا چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پر رحم فرمائیں۔ ادارہ!

لائبریری ...... توجہ ضروری!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قائم مرکز چناب نگر مسلم کالونی میں جہاں جامع مسجد ختم نبوت، مدرسہ عربیہ ختم نبوت اور دیگر شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔ وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اس مرکز میں ’’بخاری لائبریری‘‘ کے نام سے لائبریری بھی قائم کی ہے۔ مدرسہ کے ایک کمرہ کو لائبریری کے لئے مختص کیا گیا۔ اس میں لوہے کی الماریاں منگوا کر کتب کو فن وار رکھا گیا۔ اس وقت اس لائبریری میں ساڑھے پانچ ہزار کتب موجود ہیں۔

لائبریری میں موجود تمام الماریاں مکمل طور پر فل ہوگئی ہیں۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ دوسرے پلاٹ پر جو بلڈنگ تیار ہو۔ اس میں وسیع لائبریری ہال بنایا جائے۔ چنانچہ سترفٹ لمبا ہال لائبریری کے لئے نقشہ میں مختص کیا گیا۔ جس پر الحمدللہ لینٹر ڈال دیا گیا ہے۔ بہت جلد (دو تین ماہ کے اندر اندر) اس کے پلستر، رنگ روغن، فرش کا کام بھی مکمل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ!

دوستوں، جماعتی احباب، رفقاء کار اور دینی، علمی ذوق رکھنے والے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس لائبریری کے لئے کتب مہیا کرنے میں ہماری مدد فرمائیں:

۱...... جن دوستوں کے پاس کسی بھی فن کی کتب موجود ہوں۔ وہ لائبریری کو ہدیہ کر دیں۔

۲...... اس کام کے لئے دوستوں کو ترغیب دیں۔

۳...... نشر و اشاعت کے ادارے اپنی مطبوعات کا سیٹ اس لائبریری کے لئے عطیہ کریں۔

۴...... جو مخیر حضرات صدقہ جاریہ کے طور پر اس لائبریری کے لئے حصہ ڈالنا چاہیں ان سے نقد رقم تو بالکل وصول نہ کی جائے۔ البتہ وہ مطلوبہ کتب کی ہم سے فہرست طلب کریں اور ان میں سے جو کتب خرید کر لائبریری کے لئے وقف کر سکتے ہیں، کریں۔

۵...... لائبریری کے ہال کے لئے مکمل سٹیل کے عمدہ ریک تیار کرانے ہیں۔ کوئی مخیر دوست چاہیں تو اس کا سروے کر کے کسی سٹیل کے اچھے کاریگر سے عمدہ ریک تیار کرا کے پورے ہال میں ریک لگوا دیں۔

جو بھی صورت ہو اس کے لئے ان نمبروں پر رابطہ قائم کیا جائے:

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	0300-7314337
حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب	0321-4220552
حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب	0300-6733670
حضرت مولانا غلام مصطفی صاحب	0301-7977785

(بحکم حضرت ناظم اعلیٰ صاحب دامت برکاتہم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے!

مولانا نسیم احمد باجوی!

''حضرت مسیح علیہ السلام وقت کی ایک اجتماعی تحریک کے لیڈر تھے جو صلیب پر چڑھائے جانے کی سزا سے بچ کر نکل گئے۔ وہ کوئی خدا نہیں بلکہ ہماری اور آپ کی طرح کے ایک انسان تھے۔ جس نے وقت کی جابر و ظالم حکومت کے خلاف چلنے والی تحریک کی قیادت کی۔ وہ کوئی اللہ کے بیٹے نہیں تھے۔''

ان خیالات کا اظہار آسٹریلیا کی ایک عیسائی ''محققہ خاتون'' (باربر تاریخ) نے اپنی ایک کتاب میں کیا ہے۔ مصنفہ و محققہ کا شمار آثار قدیمہ کے ماہرین میں کیا جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ ۱۹۴۷ء میں بحر مردار کے ان مخطوطات کے برآمد ہونے کے بعد یہ مخطوطات جو بحر مردار کے شمال مغربی ساحل پر پائے گئے تھے۔ اس وقت سے لے کر آج تک عیسائیت کے مرکز ویٹی کن کی جانب سے ان مخطوطات کو مخفی رکھنے کی سازش کی جارہی ہے۔ جن میں مسیحی اصولوں کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ ایک سازش کے تحت برآمد ہونے والے ۷۲ فیصد مخطوطات اب تک باہر کی دنیا سے مخفی رکھے جاچکے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ تمام مخطوطات لوگوں کی نظر میں آگئے تو موجودہ عیسائیت اور اس کا گمراہ کن عقیدہ دھڑم سے زمین بوس ہوجائے گا۔ لیکن بقیہ ۲۸ فیصد مخطوطات ظاہر ہونے کے بعد باربرا اور اس کے مخالفین کے درمیان بحث برابر جاری وساری ہے۔

اس محققہ خاتون نے بحر مردار میں سے برآمد کئے جانے والے مخطوطات اور آثار پر تحقیق کی ہے اور اس موضوع پر کئی ایک کتب بھی تصنیف کی ہیں۔ ان کتابوں نے عیسائی دنیا میں ایک ہلچل مچادی ہے اور عالمی سطح پر لوگ نہایت دلچسپی اور شوق سے اس کے لیکچرز میں حاضر ہورہے ہیں۔ مصنفہ کا آخری لیکچر ایڈنبرگ میں رکھا گیا۔ جس کو لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے بڑی دلچسپی اور سکون کے ساتھ سنا اور گنتی کے چند ہی لوگوں نے مصنفہ کی تحقیق پر اعتراض کیا۔

باربرا کا کہنا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے کا واقعہ من گھڑت اور جھوٹا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے ساتھیوں نے ان کو سزائے موت سے چھٹکارا دلایا اور وہ یروشلم سے باہر کہیں روپوش ہوگئے۔ لیکن اس حقیقت کو تو اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی ارشاد فرمادیا ہے کہ ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا۔ جبکہ نہ انہوں نے انہیں قتل کیا اور نہ ہی انہیں صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شبہ میں ڈال دیا اور اس معاملہ میں ان میں اختلاف ڈال دیا اور انہیں شک میں مبتلا کردیا۔ یہ صرف ان کا ظن یا گمان ہے۔ وہ نہ تو قتل ہوئے اور نہ ہی صلیب پر چڑھائے گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ عزیز الحکیم ہے اور ایک شخص کو جو کہ اس سازش کا سرغنہ یا سردار تھا اس کو حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا شبیہ اور ہم شکل بنا دیا۔ حالانکہ وہ اخیر وقت تک یہ کہتا رہا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں اور اس شخص کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر قتل کر دیا اور صلیب پر چڑھا دیا اور اسی وجہ سے یہود کو اشتباہ ہوا اور اس سے ان میں اختلاف پھیلا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت سے ہوا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والے ہیں کہ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے نبی کو دشمنوں سے بچالیا اور زندہ آسمان پر اٹھالیا اور ان کی جگہ ایک شخص کو ان کا ہم شکل بنا کر قتل کرایا اور تمام قاتلین کو قیامت تک اشتباہ اور اختلاف میں ڈال دیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اس چشمہ سے کہ جو مکان میں تھا غسل فرما کر باہر تشریف لائے اور سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ یہ غسل آسمان پر جانے کے لئے تھا۔ جیسے مسجد میں آنے سے پہلے وضو کرتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے سردار کو جو کہ اس پوری سازش کا سرغنہ تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کو جبرائیل مکان کے روشندان سے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ بعد ازاں یہود کے پیادے عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے گھر میں داخل ہوئے اور اس شبیہ کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر گرفتار کیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ سند اس کی صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳۸)

مندرجہ بالا روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے رفع الی السماء کا بذریعہ وحی پہلے ہی علم ہو چکا تھا اور یہ بھی علم تھا کہ اب آسمان پر جانے کا بہت تھوڑا ہی وقت رہ گیا ہے۔ لہٰذا یہ غسل آسمان پر جانے کے لئے تھا۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۲۲۹ ج ۳) پر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے رفع الی السماء سے پہلے اپنے بارہ حواریوں کی دعوت فرمائی اور خود اپنے دست مبارک سے اپنے ہاتھ دھلائے اور بجائے رومال کے اپنے جسم کے کپڑوں سے ان کے ہاتھ پونچھے۔ گویا کہ یہ اپنے احباب واصحاب کی الوداعی دعوت تھی۔

صحیح مسلم میں نواس بن سمعانؓ کی حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب دمشق کے منارۂ شرقیہ کے قریب اتریں گے تو سر مبارک سے پانی ٹپکتا ہوا ہوگا اور یہ اس طرح ممکن ہے وہاں کے اور یہاں کے وقتوں میں بڑا فرق ہے۔ وہاں کا ایک دن اس دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ لہٰذا جب عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا کے میں تشریف لائیں گے تو وہاں کے مطابق چند لمحے ہی گزریں گے۔ لہٰذا آپ کے سر مبارک سے غسل کا پانی گر رہا ہوگا۔

جس طرح ہمارے پیارے نبی a شب معراج میں براق نامی سواری پر گئے۔ ساتوں آسمانوں کی سیر کی۔ سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور پھر جب دنیا میں تشریف لائے تو نہ صرف دروازے کی کھڑکیاں ہل رہی تھیں۔ بلکہ بستر تک گرم تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ درانحالیکہ وہ فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑائی ختم کر دیں گے۔ مال کو بہادیں

گے۔ یہاں تک کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا اور ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ تفسیر ابن کثیر ص ۳۸۱ جلد دوم میں ہے کہ توفی کے معنی کسی شئے کو پورا پورا اور بجمیع اجزا لینے کے ہیں۔ یعنی اس سے مراد کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو روح اور جسم دونوں کے ساتھ دوسرے آسمان پر بلا کر مہمان رکھا ہوا ہے۔

رہا یہ سوال کہ زمین سے لے کر آسمان تک طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے لفظ براق برق سے بنا ہوا ہے اور برق یعنی نور کی رفتار ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھومتی ہے اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں۔

جس طرح حضور نبی اکرم a کا جسم اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر وہاں سے آنا ثابت ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا نازل ہونا بھی بلاشبہ حق ہے اور ثابت ہے اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف تشریف لائے ممکن العمل ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی آسمان سے زمین کی طرف نزول بالکل عین ممکن ہے اور حق وثابت ہے۔

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون فطرت کے خلاف ہے اور نہ ہی سنت اللہ سے متصادم ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنے خاص الخاص بندوں کو آسمان پر اٹھا لیا جائے۔ تا کہ اللہ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کی اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔

غرض یہ کہ جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں۔ بلکہ ممکن العمل اور واقع ہے اور اسی طرح آسمانوں پر کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے پئے زندگی بسر کرنا محال نہیں۔ کیونکہ اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پئے زندہ رہنا قرآن کریم میں مذکور ہے اور اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں بغیر کھائے پئے زندہ رہنا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے۔

قادیانی تاویلات کے گورکھ دھندے!

مولانا قاضی احسان احمد!

جھوٹ ایک ایسی لعنت ہے جس کی قباحت، برائی، نحوست تمام اقوام عالم میں متفقہ طور پر مسلّم ہے۔ کذب بیانی، خلاف حقیقت گفتگو، انسانی شخصیت پر ان مٹ نقوش چھوڑ دیتی ہے جس کا اثر اس انسان کی زندگی پر ایک بدنما داغ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی شخصیت مجروح ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں اثر ورسوخ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی تاریخ کے اوراق پر ایک بھیانک اور سیاہ باب ہے جس نے جھوٹ اور فریب کی بنیاد پر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اس نے خود بھی جھوٹ کی مذمت میں کئی تحریریں چھوڑی ہیں۔ آئیے دیکھیں یہ جھوٹوں کا سردار اپنے فتاویٰ میں کیا کہتا ہے:

۱...... ”دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔“ (نزول المسیح ص۲، خزائن ج۱۸ ص۳۸۰)

۲...... ”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“ (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

۳...... ”جھوٹ ام الخبائث ہے۔“ (تبلیغ رسالت ج۷ ص۳۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۴)

۴...... ”جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔“ (تبلیغ رسالت ج۷ ص۳۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۴)

۵...... ”جھوٹے پر خدا کی لعنت...... لعنت اللہ علی الکاذبین۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵)

۶...... ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۳ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۵۶)

۷...... ”اے بے باک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔“ (حقیقت الوحی ص۲۰۶، خزائن ج۲۲ ص۲۱۵)

۸...... ”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۲۶، خزائن ج۲۲ ص۴۵۹)

مرزا قادیانی کے فتاویٰ آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب ہم اپنے انصاف پسند قارئین کو غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریرات پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی کے قول وفعل میں کس قدر تضاد ہے۔ ہم قادیانیوں سے بھی کہیں گے کہ مرزا قادیانی کی تحریروں کی بھونڈی اور من گھڑت تاویلات کے گورکھ دھندے چھوڑ کر حقیقت کی دنیا میں آئیں۔ خدا کے لئے اپنے آپ کو حقیقت مجاز، استعارہ، یہ معنی، وہ معنی کے گرداب سے نکال کر صرف اور صرف حق کی تلاش کے لئے ان تحریرات کا مطالعہ کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر

ہے۔ہدایت کے دروازے وا کرنے کے لئے تیار ہے۔لیجئے مرزا قادیانی کے جھوٹ ملاحظہ کیجئے:

جھوٹ نمبر۱......’’آنحضرت a کے ۱۱بچے فوت ہوئے۔‘‘ (ملفوظات ج۷،ص۲۲۷،۹)

کیا قادیانی! مرزا قادیانی کے اس قول کی تائید تاریخ ملت اسلامیہ سے پیش کرنے پر قادر ہیں؟......

نہیں......ہرگز نہیں۔

جھوٹ نمبر۲......’’ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔‘‘ (تذکرہ ص۵۹۱طبع چہارم)

کیا قادیانی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ مرزا غلام قادیانی اپنی پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی سرزمین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گیا ہو؟ اس مقدس سرزمین پر مرنا تو بہت دور کی بات ہے۔لاہور میں ہیضہ کی موت مرا۔وہاں سے ریل گاڑی میں...... جسے مرزا قادیانی دجال کی سواری کہا کرتا تھا......قادیان لاکر دفن کیا۔

جھوٹ نمبر۳......’’قرآن میں تین شہروں کا ذکر اعزاز کے ساتھ ہے: مکہ،مدینہ اور قادیان۔‘‘

(تذکرہ ص۷۴،۷۶،ازالہ اوہام ص۷۷،خزائن ج۳ص۱۴۰حاشیہ)

امت مسلمہ کو جو قرآن کریم محمد رسول اللہ a کی طرف سے صحابہ کرامؓ کے ذریعہ سے ملا ہے۔اس قرآن میں تو کسی جگہ پر بھی قادیان کا لفظ موجود نہیں ہے۔البتہ قادیانی بتائیں مرزا قادیانی نے کس قرآن میں قادیان کا لفظ دیکھا تھا؟۔کیا یہ قرآن پر تہمت اور جھوٹ و بہتان نہیں ہے؟۔

جھوٹ نمبر۴......مرزا غلام احمد قادیانی کا وجود ہی انگریز کی مہربانیوں کا مرہون منت تھا۔اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ:’’میں نے انگریز کی اطاعت اور حرمت جہاد میں ۵۰الماریاں کتابوں کی لکھی ہیں۔‘‘

(تریاق القلوب ص۲۷،۲۸،خزائن ج۱۵ص۱۵۵،۱۵۶)

ویسے تو مرزا غلام احمد قادیانی نے (اپنی چند کتابوں) میں اسلام کی بجائے انگریز حکومت کی اطاعت اور جہاد کے حرام ہونے پر اپنے قلم کا زور لگایا ہے۔تاہم ہمارا قادیانیوں سے مطالبہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کل تصانیف تقریباً ۸۰ کے قریب ہیں۔کیا قادیانی مرزا قادیانی کی وہ کتابیں جن سے پچاس الماریاں بھر جائیں۔ان کتابوں کے نام،سن تحریر،سن اشاعت،مقام طباعت،پیش کرکے اپنے مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں؟ کبھی نہیں۔

جھوٹ نمبر۵......’’مرزا قادیانی نے ابتدا میں خادم اسلام ہونے کا نعرہ اور سہارا لے کر عیسائیت کے خلاف کام کرنے کی داغ بیل ڈالی اور ایک اعلان کیا کہ میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں جو اسلام کی حقانیت پر مبنی ہوگی۔۵۰جلدوں پر مشتمل ہوگی۔دلائل کا انبار ہوگا۔اس کے لئے مالی معاونت کی ضرورت ہے۔چندہ دیا جائے۔حسب استطاعت لوگوں نے چندہ دیا۔امیروں نے اپنی حیثیت دیکھی۔غریبوں نے اسلام کی حمایت میں چھپنے والی کتاب کے لئے اپنا حصہ ڈالا۔پچاس جلدوں کا وعدہ کیا۔ان کی پیشگی رقم وصول کی۔منظر عام پر صرف پانچ جلدیں آئیں۔مزید کتب کا مطالبہ زور پکڑتا گیا کہ باقی جلدیں بھی فراہم کی جائیں۔مگر کچھ نہ ہوا۔‘‘براہین احمدیہ کتاب کا نام تجویز کیا۔حصہ اول،دوم ۱۸۸۰ء میں شائع کیا،حصہ سوم ۱۸۸۲ء،حصہ چہارم ۱۸۸۴ء،حصہ پنجم ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء۔

۵۰ اور ۵ کا قادیانی فرق ملاحظہ کریں

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ۲۱ ص ۹ پر لکھتا ہے: ''پہلے ۵۰ حصے لکھنے کا ارادہ تھا۔ اب ۵ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ یعنی ۵ کے ساتھ ایک صفر لگا دو تو ۵۰ کا عدد ہو جائے گا۔ وعدہ پورا ہو گیا۔'' ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۵۰ کتابوں کا وعدہ کیا۔ ۵۰ کتابوں کے پیشگی پیسے لئے۔ مگر لکھیں صرف پانچ۔ تو مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا۔ دھوکا دیا۔ وعدہ خلافی کی۔ حرام مال کھایا۔

کیا کوئی قادیانی اس بات پر تیار ہے کہ اس کے کسی نے پچاس روپے دینے ہوں اور وہ آدمی اس کو ۵ روپے دے دے اور یہ کہہ کر دے کہ نقطہ ایک خود لگا لو، تمہارا ۵۰ کا قرض میں نے ادا کر دیا؟۔

اہم بات!

پروفیسر حافظ نور محمد تبریزی!

یہ عوام الناس کو نہیں پتہ کہ علماء حق نے کتنی بڑی جدوجہد کر کے این آئی سی کارڈ کے خانوں میں ختم نبوت کے خاص خانہ کو نہ صرف جگہ دلوائی ہے۔ مگر جب مشرف دور میں اسے ختم کرنے کی بات چلی تو بڑی جانفشانی سے کمپیوٹرائزڈ کارڈ کے فارم میں بھی اس کا خانہ مقرر کروایا تھا۔ جس کا عوام کو پتہ نہیں اور خاص طور پر کارڈ بنانے والے نادرا کے ملازمین بھی دوسرے سارے کوائف دستخط وغیرہ اور انگلیوں کے فنگر پرنٹ بڑی پابندی سے لیتے ہیں۔ جبکہ ختم نبوت کے خانے میں مسلمانوں کو دستخط کرنے کی بات نہیں کرتے اور عوام الناس بھی اتنے سادہ ہیں کہ وہ خود نہ پورا فارم پڑھتے ہیں اور نہ ہی ختم نبوت کے خانے میں اپنے دستخط کی زحمت کرتے ہیں۔ جس کا سب سے بڑا نقصان ضلع تھرپارکر، عمرکوٹ جیسے پسماندہ علاقوں میں ظاہر ہو رہا ہے۔ نمبر ایک کہ وہاں اکثریت ہندوؤں کی ہے اور دوسرے نمبر پر مسلمان ہیں۔ وہ اپنے فارم میں ختم نبوت کے خانے میں دستخط نہ کرنے کی وجہ سے جو نقصان اٹھا رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ یہاں کی قادیانی لابی ایسے فارم جمع کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر دفتر میں بھیجتی ہے اور یہ ربوہ و لندن تک ان کا استعمال کرتی ہے اور پھر اپنے اخبارات و رسائل و ٹی وی چینلز پر یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اتنے لوگ احمدی یا قادیانی ہو گئے۔ تاکہ وہ ان اضلاع کو تحریری طور پر قادیانی اسٹیٹ اور مردم شماری و نادرا رپورٹ میں قرار دلا سکیں۔ میرے پاس کئی ایسے علماء، حفاظ و دینی و عام مسلمان اپنے نادرا کے فارم اٹیسٹڈ کروانے کے لئے لاتے ہیں جن میں وہ ختم نبوت کے خانے میں دستخط نہیں کرتے تو میں ان کو پہلے ختم نبوت کے خانے میں دستخط کرواتا ہوں پھر اٹیسٹیڈ کر دیتا ہوں۔ تاکہ مجھے میرے آقا مدنی a کی سفارش نصیب ہو جائے۔ اس لئے ختم نبوت کے رہنماؤں سے درخواست ہے کہ وہ ختم نبوت، لولاک اور دینی رسالوں میں اس فارم کو پر کرنے کا طریقہ بتائیں اور اس کا عکس دیں اور نادرا میں کام کرنے والے ملازمین کے لئے خاص تربیتی پروگرام رکھ کر ان کو ختم نبوت کی اہمیت سمجھائیں۔ تاکہ ہر نادرا کا مسلمان ملازم شفاعت نبوی a کا حق دار بن جائے۔ خصوصاً مبلغ حضرات عوام کو اس سے آگاہ فرمائیں۔ اللہ ہم سب کو ختم نبوت کے صدقے میں شفاعت محمدی a نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

نرائن سنگھ......سکھوں کا مرزا قادیانی!

مولانا اللہ وسایا!

۱۵رمئی ۲۰۱۲ء سے ۲رجون ۲۰۱۲ء تک حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل رہی۔ فلحمد للہ! اس دوران میں ایک ہفتہ مدینہ منورہ کی حاضری رہی۔

ایک دن ظہر کی نماز کے انتظار میں مسجد نبویؐ کے پہلے صحن میں چھتریوں کے صحن کے شمال مغرب کونہ میں بیٹھا تھا۔ اس اثناء میں مسجد نبویؐ کے ہال سے صحن میں ایک ڈیل ڈول والی شخصیت جھومتے جھامتے، کھلے لباس میں نمودار ہوئی۔ ان کی شکل وشباہت حضرت مولانا فداء الرحمن صاحب درخواستی سے قدرے ملتی تھی۔ لیکن وضع قطع سے پنجابی لگتے تھے۔ وہ سیدھے وہاں تشریف لائے۔ جہاں فقیر بیٹھا تھا۔

تشریف رکھتے ہی پوچھا کہ کہاں سے تشریف لائے۔ فقیر نے عرض کیا کہ پاکستان سے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں انڈیا سے ہوں۔ لدھیانہ کا رہنے والا ہوں۔ لدھیانہ سنتے ہی فقیر نے ان کی طرف دیکھا۔ وہ پوچھے بغیر گویا ہوئے کہ حبیب الرحمن لدھیانوی ثانی میرا نام ہے۔

فقیر نے ان سے معانقہ کیا اور کہا کہ میرا نام اللہ وسایا ہے۔ ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں کام کرتا ہوں۔ ابھی جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے امیر مولانا رشید احمد لدھیانوی پاکستان سے انڈیا لدھیانہ گئے تھے۔ آپ کے لئے ۴۲ جلدوں پر مشتمل احتساب قادیانیت کا سیٹ ان کے ذریعہ بھجوایا تھا۔

اب مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی ثانی اور فقیر، قدرت کے اس کرم پر قربان ہو رہے ہیں کہ کس طرح اچانک ملاقات ہوگئی۔ فقیر نے ردقادیانیت کے حوالہ سے ہندوستان میں کام کی تفصیلات ان سے پوچھیں۔ وہ پاکستان میں قادیانی فتنہ کی بابت تفصیل پوچھتے رہے۔ دیگر باتوں کے علاوہ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی ثانی نے ایک عجیب بات بتائی۔ وہ یہ کہ:

سکھوں کے عقیدہ کے مطابق گوبند سنگھ گرو، ان کا آخری گرو تھا۔ اب نئے گرو نہیں آئیں گے۔ چنانچہ تمام سکھ، گوبند سنگھ کو آخری گرو سمجھتے ہیں۔

لیکن گوبند سنگھ کے بعد نرائن سنگھ نے گرو ہونے کا اعلان کردیا۔ نرائن سنگھ کے دعویٰ کے باوجود سکھ حضرات نرائن سنگھ کو سکھ نہیں سمجھتے۔

جس طرح مسلمانوں کے نزدیک ایک قادیانی مسلمان نہیں۔ اسی طرح سکھوں کے نزدیک نرائن سنگھ سکھ نہیں۔ نرائن سنگھ کا سکھوں میں وہی حال ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کا مسلمانوں میں۔ یعنی نرائن سنگھ سکھوں کا مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

مرزا قادیانی اور انگریز ...... تحریری شواہد!

محمد افضل ایم اے!

مرزا غلام احمد قادیانی جدی پشتی طور پر انگریز کا ایجنٹ تھا اور انگریز نے اس کی آبیاری جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے کی تھی۔ انگریز نے جب متحدہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو اس نے اپنی حکومت مستحکم کرنے اور مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا قادیانی کی خدمات حاصل کیں۔ مرزا قادیانی کی تحریرات اس مؤقف کو درست ثابت کرتی ہیں۔ مرزا صاحب کی تحریرات ملاحظہ ہوں۔

۱...... ’’سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ (انگریزی) نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے ...... ان تمام تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ میرے والد صاحب، میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بادل وجان ہواخواہ اور وفادار ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص۹، ۱۰، ج۳)

۲...... ’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵، ۱۵۶)

۳...... ’’اور میں نے صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص۱۱ ج۳)

۴...... ’’یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار (انگریز گورنمنٹ) اپنے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے...... اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق وتوجہ سے کام لے۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریز کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۳۵۰، خزائن ص۳۵۰ ج۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ بالا اعتراف سے یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ مرزا انگریزوں کا طرف دار تھا اور اس کے تمام دعاوی کے پیچھے انگریزوں کی پشت پناہی تھی اور اس نے محض دولت کی خاطر امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر علماء حق کی مسلسل سعی وتبلیغ ختم نبوت کی بدولت ناکام ونامراد ہوا۔ خالق کائنات تمام امت مسلمہ کو اس فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

ظلمت سے نور تک!

سابق نامور قادیانی لیاقت علی کا مرزا مسرور احمد کو مناظرے کا کھلا چیلنج

آخری قسط

جناب اکرام اللہ!

مرض مراق اور مقام نبوت

میں نے اپنے مربی سے پوچھا کہ مرزا قادیانی کو مراق تھا یا نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مراق تو تھا۔ مگر ایسے نہیں جیسے بیان کیا جاتا ہے۔ میں نے اپنا سوال دہرایا کہ مراق تھا یا نہیں۔ دوٹوک بات کرو۔ کافی اصرار کے بعد قادیانی مربی نے بتایا کہ مرزا قادیانی کو مراق تھا۔ مراق کے بارے حکیموں سے پوچھا یہ کس قسم کی بیماری ہوتی ہے۔ اس کی علامات کیا ہیں۔ مراق مریض کی دماغی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ بڑا افسوس ہوا کہ جس کو ہم نے نبی مانا ہوا ہے وہ خود مراق کا مریض ہے۔ مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ: ''مجھے مراق کی بیماری ہے۔'' (سیرۃ المہدی ج۲ ص۵۵، روایت ۳۶۹) مرزا قادیانی نے ملفوظات جلد دوم ص۱۳۹ میں لکھا ہے کہ انبیاء خبیث امراض سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ مگر بذات خود مرزا قادیانی اس خبیث مرض میں مبتلا تھے۔ مرزا قادیانی نبی نہ ہوئے۔

دوسری جگہ لکھتا ہے: ''آج کل میری معروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو دروازے بند کر کے بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔'' (ملفوظات ج۲ ص۳۷۶)

(سیرت المہدی جلد دوم ص۲۵۵ روایت نمبر۳۶۹) میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے ملفوظات جلد پنجم میں لکھا ہے کہ: ''مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور دوسری نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔'' (چھوٹا پیشاب) حکیموں نے لکھا ہے۔ مالیخولیا مراق کی ایک قسم ہے۔ ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض (مرزا قادیانی کو مرگی کے دورے بھی پڑتے تھے) ہے تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی ضرب (بیان) کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن (جڑ) سے اکھاڑ دیتی ہے۔ (ریویو آف ریلیجز قادیان اگست ۱۹۲۶ء) مریض کے اکثر اوہام اس کام کے متعلق ہوتے ہیں۔ جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً مریض صاحب علم ہو۔ (جس طرح مرزا صاحب تھے) تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کرتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ (اکبر اعظم جلد اوّل)

مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ انبیاء خبیث امراض سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کے نبی نہ ہونے پر میرا یقین مزید پختہ ہوتا گیا کہ مرزا قادیانی معیار نبوت پر پورے اترتے نظر نہیں آتے۔

عدالتی اقرار نامہ

مرزا قادیانی عدالت میں فوجداری مقدمہ میں پیش ہوئے اور عدالتی اقرار نامہ لکھا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ:

۱...... آئندہ میں ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نقصان ظاہر کرنے سے مورد عذاب الٰہی ہو۔

عدالت میں توبہ نامے لکھے جارہے ہیں۔ گورنمنٹ کے خوف سے آئندہ کے لئے پیشین گوئیاں موت وغیرہ کے متعلق کرنے سے رک جاؤں گا۔ آئندہ موت کی پیشین گوئیاں کسی کی نہ کیا کریں گے۔ خدا کی گورنمنٹ زبردست ہے یا انسانوں کی؟ دوسری طرف سچے نبی حضرت محمد a کو جب قریش مکہ نے تبلیغ حق سے روکنا چاہا تو اپنے چچا ابوطالب کو جواب دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ (مکہ کے سردار) میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی لاکر رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے سے باز نہیں آؤں گا۔ حضور اکرم کے امتی حضرت امام احمد بن حنبلؒ عدالت میں روزانہ کوڑے کھاتے ہیں۔ جسم لہولہان ہوجاتا ہے، بیہوش ہوکر گر جاتے ہیں۔ روزانہ یہ کاروائی ہوتی ہے۔ مسلسل اکیس سال جیل کاٹ لی۔ مگر قرآن کو مخلوق نہیں کہا۔ مخلوق سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی وحی نہ پہنچانے والا کب نبی ہوسکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں جانا قبول کرلیا۔ مگر نمرود کے آگے جھکے نہیں۔ تبلیغ سے باز نہیں آئے۔ انسانوں سے ڈرنے والا صلیب کی خوشامد کرنے والا کب نبی ہوسکتا ہے۔

حرمت بی بی کو طلاق

جب حرمت بی بی نے طلاق لینے کے بجائے حقوق ترک کرنے قبول کرلئے اور منت سماجت کی مجھے طلاق کی ضرورت نہیں۔ میں عمر کے اس حصے میں ہوں۔ طلاق لے کر کیا کروں گی۔ مرزا قادیانی نے اپنی دوسری بیوی کو خوش کرنے کے لئے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کو طلاق دے دی اور اپنی بہو کو بھی فضل احمد سے طلاق دلوادی۔ ان دونوں کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے محمدی بیگم کی پیش گوئی پوری کرنے میں مرزا قادیانی کی مدد نہ کی تھی۔ جس دن محمدی بیگم کی شادی سلطان محمود سے ہوئی اسی دن دونوں بہو اور حرمت بی بی کو مرزا قادیانی نے طلاق نامے بھیج دیئے۔ جب کہ ہمارے پیارے رسول a نے فرمایا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جائز کاموں میں سے طلاق انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے ازدواجی رشتے کو ایک مقدس اور زندگی بھر برقرار رہنے والا تعلق قرار دیا ہے اور معمولی باتوں پر یہ رشتہ نہیں توڑا جاسکتا۔ کہاں قرآن کی تعلیم اور کہاں اس جھوٹے مدعی نبوت کا ناپسندیدہ عمل کہ بیوی اور بہو کو کسی قصور کے بغیر طلاق دی اور بیٹے سے دلوائی۔ مرزا قادیانی لوگوں کے سامنے یہ ڈینگیں مارتے ہیں کہ اپنی

بیویوں سے نرمی سے پیش آئیں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے اور کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ (تحفہ گولڑویہ)

مرزا قادیانی کے قول وفعل میں تضاد ہے۔ مرزا قادیانی کا نبی نہ ہونا مجھ پر واضح ہوگیا۔ مزید بتایا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ جب کہ انبیاء کرام کی توہین کرنا کفر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شراب پینے کا الزام لگایا: ''عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔'' (کشتی نوح ص ۶۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

جو بدعادتیں مرزا قادیانی میں موجود تھیں وہی عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگائے۔ قادیانی کہتا ہے مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ)

مرزا قادیانی خود بدزبان تھا۔ مسلمانوں کو ہزاروں گالیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتا ہے کہ ہاں آپ کو گالیاں دینے کی کسی قدر عادت تھی .... یہ بات یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر بدزبانی اور جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

نیز لکھتا ہے: ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

قادیانی اکثر بہانہ کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یسوع کو برا کہا ہے جو اپنے آپ کو خدا کہا کرتا تھا یہ عذر غلط ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: ''ابن مریم، یسوع اور عیسیٰ ایک ہی شخص کے نام ہیں۔'' (فرضی یسوع کا وجود نہیں ہے۔ یہ قادیانی فریب ہے) (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰)

نبی کی تحقیر کرنا کفر

مرزا قادیانی خود ہی کہتے ہیں کہ: ''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کرنا کفر ہے۔'' (عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیر کرنے میں یہودیوں کو بھی مات دے گئے۔) (چشمہ معرفت ص ۱۸، خزائن ج ۲۳ ص ۳۹۰)

عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیر کر کے مرزا قادیانی اپنے فتویٰ سے کافر ہوئے۔ نبی نہ ہوئے اور نہ مسیح موعود ہوئے۔ مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے کہ: ''گستاخ رسول حرامی ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷) میں حضور خاتم النبیین کی توہین کرتے ہوئے خود کو ''محمد رسول اللہ کہا۔''

شان رسالت میں مزید ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا کہ: ''آنحضرت a اور آپ کے اصحاب...... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھاتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔'' مرزا قادیانی نے نبی کریم a کی تحقیر کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ (مرزا کا مکتوب اخبار الفضل ج ۱۱ نمبر ۲۶ ص ۹ مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۴ء)

مرزا قادیانی کے مرید قاضی اکمل نے بھری محفل میں مرزا قادیانی کی موجودگی میں اس کی شان میں یہ نظم پڑھی۔ مرزا قادیانی سمیت تمام قادیانیوں نے اسے داد دی۔ پھر اس نظم کو مرزا قادیانی خوشخط لکھوا کر گھر لے گیا۔ (الفضل قادیان مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۴۴ء، ج ۶ ۳ نمبر ۱۹۶ ص ۴) یہ نظم قادیانی اخبار البدر نمبر ۴۳ ج ۲ مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء

میں شائع ہوئی۔ پھر ۱۹۴۰ء میں اس نظم کے مندرجہ ذیل اشعار اس لئے نظم سے نکالے گئے کہ ان اشعار میں محمد رسول اللہ a کی توہین ہے۔

قادیانیوں نے خود اس نظم کو توہین کے زمرے میں سمجھا ہے۔ مرزا قادیانی نظم سن کر خوش ہوئے۔ (لیاقت صاحب نے کہا) میں نے محسوس کیا کہ اس نظم سے شان رسالت مآب a کی توہین کا ارتکاب ہوتا ہے۔ مزید کہا کہ گستاخ رسول، a کی حیثیت کے بارے میں خود مرزا قادیانی کا اعترافی بیان ملاحظہ فرمائیں: ''جو شخص آنحضرت a کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے گا جس سے آپ (a) کی ہتک ہو وہ حرامی نہیں تو اور کیا ہے؟'' (ملفوظات ج۵ ص۲۸۳ قدیم ایڈیشن، ملفوظات جلد سوم ص۲۰۸ جدید ایڈیشن ۳ر اپریل ۱۹۰۳ء)

اشعار یہ ہیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

لیاقت علی صاحب نے کہا: قاضی اکمل کی یہ نظم پڑھ کر بہت افسوس ہوا کہ جس شخص کو ہم نے نبی اور رسول بنا رکھا ہے۔ نبی کریم a کی توہین کرنے میں اس نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اتفاق سے اسی رات ایک قادیانی مربی سے ملاقات ہوئی جو کہ اس رات میرا مہمان تھا۔

ہمارے گاؤں پیلوونیس میں ۴ سال ہمارے بیت احمدیہ (مرزا ئیہ) میں مربی رہ چکا تھا۔ اس کے ساتھ میرے اچھے تعلقات تھے۔ رات بھر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ مرزائیت کو سچا ثابت کرنے کے لئے اس نے بہت دلائل دیئے جو کہ عنکبوت کے جالے کی طرح مضبوط تھے۔ آج میں وہ پہلے والا لیاقت علی نہ تھا کہ آنکھیں بند کر کے قادیانیت کی تصدیق کرتا۔ سوال و جواب کی نشست جاری تھی۔ میں نے مربی احمد خان قادیانی سے پوچھا کہ اسمہ احمد سے مسلمان کیا مراد لیتے ہیں اور قادیانی کیا مراد لیتے ہیں۔ اس نے مجھے بتایا۔ دنیا کے تمام مسلمان اسمہ احمد سے محمد رسول اللہ مراد لیتے ہیں اور ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو اس بشارت کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایمان کی شمع روشن کر دی۔ میں نے اپنا رشتہ ایمان محمد رسول اللہ a سے مکمل جوڑ لیا اور مرزا قادیانی سے مکمل توڑ دیا۔

مزید کہا۔ میری تمام قادیانیوں سے ہمدردانہ اپیل ہے کہ آپ بھی خالی الذہن ہو کر سیرت المہدی کا مطالعہ کریں۔ مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ تاریک رخ اور پہلو جو قادیانی بتانے سے گھبراتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی سیرت پر مناظرہ کرنے سے صرف گھبراتے ہی نہیں بلکہ میدان مناظرہ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ قادیانی مناظرہ سیرت پر مناظرہ نہ کر کے شرمندگی کو برداشت کر لیتے ہیں۔ مگر سیرت مرزا پر مناظرہ کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ (جسے قادیانی مربی ظہور احمد اور سرفراز نے سیرت مرزا پر مناظرہ کرنے سے انکار کیا تھا)

مزید کہا۔ میرے پیارے آقا محمد رسول اللہ a نے دعویٰ نبوت سے اپنا کردار پیش کیا تھا۔ سب نے کہا

تھا آپ جیسا صادق اور امین ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ دعوت کا آغاز بعد میں کیا۔ مرزا قادیانی کی سیرت جھوٹ، فریب، دجل، دھوکہ، خیانت، ناانصافی سے پر ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی توہین، انبیاء اکرام علیہم السلام کی توہین، خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین۔ مریم صدیقہ علیہا السلام کی توہین، صحابہ کرامؓ کی توہین، اولیاء عظامؒ کی توہین، تمام مسلمانوں کی توہین سے لبریز ہے۔ اسی وجہ سے قادیانی مناظر سیرت مرزا پر مناظرہ نہیں کرتے۔ مزید کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے۔ سیرت مرزا پر قادیانیوں کا جانشین مرزا مسرور احمد بھی میرے ساتھ مناظرہ نہیں کرسکتا۔ میرا تمام قادیانی مربیوں کو کھلا چیلنج ہے۔ اگر کسی مربی میں ہمت ہے تو آزمالے۔ میں ہمہ وقت تیار ہوں۔ انشاء اللہ! میری خصوصی گذارش ہے کہ مرزا قادیانی کی سیرت کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کا کذب آپ پر واضح فرمادے گا۔

قلعہ قادیانیت پر مسلسل سنگ باری

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے لیاقت علی صاحب شب وروز فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں سرگرداں ہیں۔ ختم نبوت کے محاذ پر انتہائی محنت اور جانفشانی سے سرگرم عمل ہیں۔ دعوت وتبلیغ میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ اپنے قبول اسلام کے بعد اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے بارے بڑے فکرمند رہتے تھے۔ اللہ رب العزت ''سمیع وبصیر'' نے لیاقت علی صاحب کی دعاؤں کو قبولیت بخشی اور ان کے والدین سمیت اور ان کے چھوٹے بھائی باقر علی بمعہ ہمشیرہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یہ ان کی شب وروز محنت کا ثمرہ ہے۔ اپنی زندگی کو ختم نبوت کے کام کے لئے وقف کررکھا ہے۔ ان کی محنت وکوشش سے بفضل تعالیٰ خاندان کے کچھ اور افراد بھی اسلام قبول کرچکے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی سعی کو قبول فرمائے۔ امین ثم آمین!

مذکورہ بالا کاوش سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے۔ ان تمام لوگوں کی ہدایت اور نجات کا ذریعہ بنائے جو کسی بھی وجہ سے اور کسی بھی غلط فہمی کا شکار ہوکر قادیانیت کا شکار ہوچکے ہیں۔ انہیں اس آگ اور اس کی حدت کا احساس ہو۔ توبہ اور رجوع الی اللہ کے ذریعہ دامن محمد پاک a میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حق دکھا کر ثابت قدمی دے۔ باطل سے ہمیشہ آشکارا رکھے۔ تاکہ اس سے بچ سکیں۔ آمین ثم آمین!

دعائے صحت کی اپیل

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی مدظلہ سابق خطیب جامع مسجد جناح کالونی فیصل آباد ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اسی طرح مجاہد ختم نبوت مولانا عبداللطیف انور مدظلہ جامعہ اشرفیہ کوٹ ضلع شیخوپورہ ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے دونوں شخصیات کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائیں اور ان کا سایہ ہم پر تادیر سلامت رکھیں۔ آمین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام رفقاء اور ماہنامہ لولاک کے قارئین سے درخواست ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی صحت یابی کے لئے انہیں اپنی خاص الخاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ شکریہ!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کا سالانہ اجلاس

جامعہ انوارالاسلام کی جامع مسجد کیہال ایبٹ آباد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن قریشی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلع بھر کی دینی قیادت اور علماء کرام کا جم غفیر تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کی گذشتہ سال کی کارکردگی پر بنظر تحسین اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ خصوصاً تحریک تحفظ ناموس رسالت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کے کردار کو شاندار الفاظ میں ہدیہ تبریک پیش کیا گیا۔ ۲۱ر ستمبر ''یوم عشق رسولؐ'' کے موقع پر ملت اسلامیہ کے تمام مکتبہ فکر کو ایک سٹیج پر جمع کیا گیا اس دن تاریخ ہزارہ کا فقید المثال اجتماع منعقد ہوا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پانچ لاکھ افراد نے اس مظاہرے میں شرکت کی تھی۔ اس عظیم الشان پروگرام کی میزبان اور داعی جماعت ہونے کا اعزاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کو حاصل تھا۔ تمام مکاتب کی سیاسی اور فلاحی تنظیموں کے جس اعتماد کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل ہے وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا طرہ امتیاز ہے۔ ایبٹ آباد کے امن وامان کے لیے آئندہ بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنا کردار ادا کرتی رہے گی اور شرپسند عناصر کو سرزمین ہزارہ پر پنپنے کو موقع نہیں دیا جائے گا اور اتحاد واتفاق کی اس فضا کو ہمیشہ قائم رکھا جائے گا۔ چار عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد بھی اس سال کیا گیا جن میں جامعہ مسجد طیبہ قلندر آباد۔ جامعہ امام ابوحنیفہؒ حویلیاں۔ مرکزی جامع مسجد نتھیا گلی اور مرکزی جامع مسجد ایبٹ آباد شامل ہیں۔ جن سے مولانا اللہ وسایا نے ایمان پرور وجد آفرین خطابات فرمائے جبکہ صدارت خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمدؒ کے فرزند صاحبزادہ مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہٗ (خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) نے کی تھی۔

ضلع ایبٹ آباد کے امیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قلندر آباد کی باڈی کو بحال کرنے کا اعلان بھی کیا جسے ایک سازش کے تحت چند عناصر نے ختم کرنے کا نام نہاد عندیہ دے رکھا تھا اور آئندہ سال کے رکنیت سازی کے لیے مولانا عبدالتواب قاسمی خطیب جامع مسجد طیبہ قلندر آباد کو کنوینیر مقرر کیا گیا جبکہ تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس قلندر آباد کی تشکیل نو کے لیے مولانا عبدالقدیر خطیب داتہ چوک کو کنونیئر مقرر کیا گیا۔ محمد اعظم تنولی صدر تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس قلندر آباد کی خدمات کو بھی سراہا گیا تحریک ناموس رسالت کے دوران بے مثال ریلیوں اور اجتماعات کے کامیاب انعقاد پر ان کو اور ان کے ساتھیوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ عیسائی مشنریوں کے سد باب کے لیے بھی ان کی خدمات کو قابل تقلید مثال قرار دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل حویلیاں کے گذشتہ سال کی کارکردگی کو شاندار الفاظ میں سراہا گیا اور مولانا عبدالوحید مہتمم جامعہ امام ابوحنیفہؒ کی قیادت میں علماء حویلیاں کو اپنے ہر طرح کے تعاون کی یقین دہانی کروائی گئی۔ یوم عشق رسولؐ کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حویلیاں کے

زیر اہتمام انتہائی کامیاب ریلی کے انعقاد پر بھی انہیں مبارکباد دی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سٹی ایبٹ آباد کے لیے مولانا شفیق الرحمٰن نے اپنے صاحبزادہ مولانا حمید الرحمٰن قریشی کو سال ۱۴۳۴ھ کی رکنیت سازی کے لیے کنوینر مقرر کیا۔ جن علماء کرام نے اجلاس میں شرکت کی ان میں مولانا شفیق الرحمٰن۔ مولانا سید افسر علی شاہ۔ مولانا الطاف الرحمٰن۔ مولانا عتیق الرحمٰن۔ مولانا عبدالوحید۔ مولانا سید مبشر حسین شاہ۔ مولانا عبدالحفیظ۔ مولانا سید جواد شاہ۔ مولانا سید عبدالرحیم شاہ۔ مولانا خورشید۔ مولانا میر زمان۔ مولانا فرید۔ مولانا قاضی اورنگ زیب۔ مولانا حسین احمد۔ مولانا شیر محمد۔ مولانا ولی الرحمٰن۔ مولانا عبدالتواب قاسمی۔ مولانا مفتی خالد۔ مولانا مفتی سید زین العابدین۔ مولانا واحد بخش۔ مولانا محمد صدیق شریفی۔ مولانا شکیل جدون اور مولانا انیس الرحمٰن سرفہرست ہیں۔ جبکہ وفاق المدارس کے مسئول مولانا حبیب الرحمٰن نے شہر سے باہر ہونے کی وجہ سے فون پر تائیدی کلمات کہے اور ڈسٹرکٹ خطیب مولانا عبدالواحد نے بھی فون پر اجلاس کے فیصلوں سے متفق ہونے کا یقین دلایا۔ اس موقع پر ایبٹ آباد۔ قلندرآباد اور حویلیاں کے مجاہدین ختم نبوت کی کثیر تعداد بھی حاضر تھی۔ اجلاس ۷ا نومبر ۲۰۱۲ء بعد از نماز ظہر ۲ بجے شروع ہوا جبکہ نماز عصر کے بعد شرکاء اجلاس کی عصرانہ سے تواضع کی گئی اور اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی کے لئے دعائے صحت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء اور نامور خطیب حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی کی آج کل طبیعت ٹھیک نہیں اور نیشنل ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔ قارئین سے اپیل ہے کہ وہ حضرت مولانا مدظلہ کی صحت کاملہ، عاجلہ کے لئے اللہ رب العزت کے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت نصیب فرمائیں۔

حضرت مولانا عبداللطیف انور کے لئے دعائے صحت

مدرسہ اشرفیہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے بانی اور جمعیت علماء اسلام ضلع شیخوپورہ کے سابق امیر اور علاقہ کی نامور دینی شخصیت حضرت مولانا عبداللطیف انور آج کل کمزوری کے باعث صاحب فراش ہیں۔ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ انہیں صحت کاملہ نصیب فرمائیں۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......ادارہ!

بنیاد کا پتھر: مصنف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی: صفحات:۲۷۲: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ صوبہ خیبر پختونخواہ!

مولانا عبدالقیوم حقانی کو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے قلم کی روانی اور بیان کی جولانی سے وافر حصہ ارزاں فرمایا ہے۔ آپ سینکڑوں کتابوں کے مؤلف ومرتب ہیں۔ بات کرنے کا جوہر ان میں بدرجہ اتم ہے۔ اپنی بات کو سمجھانے کے لئے وہ دلائل کی ایسی مالا تیار کرتے ہیں کہ جو ان کی کتاب کو پڑھے وہ مالا ان کے گلے کی زینت بن جاتی ہے۔ کتاب پڑھنے والے کو ختم کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ مولانا عبدالقیوم حقانی کے مدرسہ کے پہلے طالب جواب آپ کے دست راست ہیں۔ حق تعالیٰ نے حقانی صاحب کی صحبت سے انہیں ایسے نوازا کہ جامعہ ابوہریرہ سے فراغت کا اعزاز حاصل کیا۔ پھر اپنی اسی مادر علمی کی خدمت میں ایسے جتے کہ اب وہ جامعہ کے ہر دلعزیز بہی خواہ ہیں۔ مولانا حقانی صاحب کی جوہر شناسی ملاحظہ ہو کہ اس عزیز کو ایسے دل میں جگہ دی کہ دل سے مدرسہ، مدرسہ سے ملک بھر اور ملک بھر سے حرم کعبہ جہاں گئے انہیں ساتھ رکھا۔ اب ان کے فضائل ومناقب کو بنیاد بنا کر کتاب لکھ دی اور اس کا نام بھی بنیاد کا پتھر قرار پایا۔ مولانا کی کتاب پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مخلص کارکن واقعی ادارہ کے لئے تو بنیاد کا پتھر ہوتے ہیں۔ لیکن ادارہ کے سربراہ کے لئے جوہر سے زیادہ قیمتی۔ میری اس بات میں کتنا وزن ہے؟ اس کے لئے اس کتاب کا مطالعہ لازمی ہے۔

ذکر اور اعتکاف میں مروجہ بدعات: مؤلف: استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ: صفحات:۶۴: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مولانا محمد صدیق صاحب جامعہ خیر المدارس ملتان!

نام سے مضمون واضح ہے۔ کمپوزنگ بہت عمدہ ہے۔ طباعت وکاغذ مناسب ہے۔ رسالہ کی ثقاہت کے لئے مؤلف کا اسم گرامی ہی کافی ہے کہ جامعہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث ہیں۔

(۱)مقام رب العالمین اور فتنہ قادیانیت......(۲)مقام قرآن وحدیث اور فتنہ قادیانیت: صفحات: پہلی کتاب کے صفحات ۵۲: دوسری کتاب کے صفحات ۲۵: مولانا عبیداللہ لطیف صاحب: ناشر ختم النبیین اکیڈمی ستیانہ بنگلہ ضلع فیصل آباد!

مضمون تو عنوان سے ظاہر ہے۔ البتہ ان رسائل میں جدت یہ ہے کہ جتنے حوالہ جات دیئے۔ سب کے اصل قادیانی کتب سے عکس بھی دے دیئے ہیں۔ جس سے ان رسائل کی ثقاہت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ محنت لائق تحریک ہے۔

بتاریخ 1 فروری 2013 بروز جمعہ
تاجدارِ ختمِ نبوت کانفرنس
جامع مسجد کرنال والی لیہ
ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی سیاسی، سماجی قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لیہ
زیر صدارت
حضرت مولانا محمد حسین صاحب دامت برکاتہم
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ

بتاریخ 8 مارچ 2013 بروز جمعہ
تاریخی عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس
نواب شاہ سندھ
ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی سیاسی، سماجی قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت نواب شاہ سندھ
زیر صدارت
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

مفت خوشخبری مفت

ختم نبوت
خط وکتابت کورس

سکول وکالج کے طلباء وطالبات اور عوام الناس کے لئے سنہری موقع

داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر نام، تعلیمی قابلیت، پتہ (پوسٹل کوڈ)
آخر میں دیئے گئے پتہ پر ارسال کریں
ایک خط میں ایک درخواست دیں، اگر کسی وجہ سے کورس میں تاخیر ہو جائے
تو دو ماہ کے بعد دوبارہ خط لکھیں

گھر بیٹھے بذریعہ خط وکتابت عقیدہ ختم نبوت، حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام
ظہور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ، خروج دجال اور موجودہ دور
کے فتنوں کے متعلق معلومات حاصل کریں۔
کورس کی تکمیل پر ایک خوبصورت سند اور نمایاں
پوزیشن حاصل کرنے والوں کیلئے خصوصی تحائف

ختم نبوت خط وکتابت کورس

پوسٹ بکس نمبر 1347 اسلام آباد

0333-5105991, 0333-5126313

قیمت فی شمارہ 10/- روپے

قیمت سالانہ 100/- روپے